# معراج کا سفر

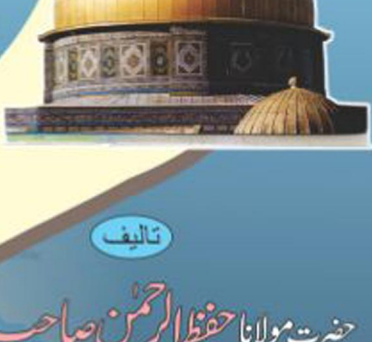

تالیف

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب پالنپوری
شیخ الحدیث ادارۂ دینیات ممبئی

ناشر

مکتبہ ابن عباس، (ممبئی)

Mob.: 9967300274, 9323872161

# معراج کا سفر

(دو حصے کامل)

تالیف

(حضرت) مولانا حفظ الرحمٰن صاحب پالنپوری
شیخ الحدیث ادارۂ دینیہ بمبئی

ناشر

مکتبہ ابن عباس ممبئی
موبایل MOB. 09323872161
09967300274

# تفصیلات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | معراج کا سفر (دو حصے کامل) |
| تالیف | : | حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب پالنپوری<br>شیخ الحدیث ادارۂ دینیات ممبئی |
| صفحات | : | |
| سن اشاعت | : | ۱۴۳۶ھ - ۲۰۱۵ء |
| ناشر | : | مکتبہ ابن عباس، ممبئی<br>MOB. 09967300274<br>09323872161 |
| تعداد | : | ۱۱۰۰ گیارہ سو |
| کتابت | : | سہیل اختر 08791972418 |

## ملنے کے پتے

مکتبہ ابن کثیر بومبابی، مکتبہ رشیدیہ چھاپی

ادارۂ علم وادب دیوبند، یوپی

# فہرست مضامین

دعائیہ کلمات ........ ۱۳
انتساب ........ ۱۴
سخنہائے گفتنی ........ ۱۵

## نبوت کا دسواں سال عام الحزن

ظاہری سہارے ٹوٹتے چلے گئے ........ ۱۹
طائف خوشحال اور ہرا بھرا علاقہ ........ ۲۰
طائف کا روح فرسا ........ ۲۱
دشمن کا دل بھی پسیج گیا ........ ۲۳
طائف کی رقت آمیز دعا ........ ۲۴
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ........ ۲۶
طائف مشقتوں کی آخری حد ........ ۲۷
طائف سے واپسی پر معراج کا سفر ........ ۲۸
معراج سے اشارہ ختم نبوت کی طرف ........ ۲۹

## معراج کس سال اور کس مہینہ میں ہوئی

معراج حضور ﷺ کا بڑا معجزہ ہے ........ ۳۰
قرآن کریم میں معراج کا بیان ........ ۳۱

سفر کروانے والی ذات سبحان ہے ........................ ۳۳
قرآن نے چور دروازے بند کردئے ........................ ۳۴
صفت عبدیت کے معنیٰ ........................ ۳۴
حضور ﷺ کو عبدیت کا وصف سب سے زیادہ محبوب تھا ........................ ۳۵
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے کی حکمت ........................ ۳۶

## سفرِ معراج کا بیان حضورا کی زبانی

مسجد حرام میں شقِ صدر ہوا ........................ ۳۷
شقِ صدر آپ ﷺ کی زندگی میں چار مرتبہ ہوا ........................ ۳۸
براق کے ذریعہ بیت المقدس کا سفر ........................ ۳۹
بیت المقدس تک درمیان میں چار جگہ منزل ........................ ۴۰
سفرِ معراج میں تین طرح کے مشاہدات ........................ ۴۱
عالمِ برزخ کی مثال ........................ ۴۲

## دورانِ سفر عالم برزخ کے مناظر

راہِ خدا میں جہاد اور مال خرچ کرنے کی صورتِ مثالی ........................ ۴۴
زکوۃ ادا نہ کرنے کا وبال اور اسکی صورتِ مثالی ........................ ۴۵
زنا اور بدکاری کی صورتِ مثالی ........................ ۴۶
غیبت کا وبال اور اس کی صورتِ مثالی ........................ ۴۷
نماز چھوڑنے کا وبال اور اسکی صورتِ مثالی ........................ ۴۷

سود کا وبال اور اسکی صورتِ مثالی ........................ ۴۸
بے عمل واعظوں کا حال اور اس کی صورتِ مثالی ........................ ۴۸
حقوق العباد ذمہ میں باقی رکھنے کی صورتِ مثالی ........................ ۴۹
جنت کی آواز اور اس کی اپنے رب سے درخواست ........................ ۵۰
جہنم کی آواز اور اس کی اپنے رب سے درخواست ........................ ۵۱

## بیت المقدس میں ورودِ مسعود

بیت المقدس کے قریب حورِعین کی زیارت وگفتگو ........................ ۵۲
بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے استقبال میں ........................ ۵۳
مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت ........................ ۵۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۵
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۶
حضرت داؤد علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۶
حضرت سلیمان علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۸
حضرت محمد ﷺ کی تقریر اور حمد باری تعالیٰ ........................ ۵۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تائیدی اور آخری کلمات ........................ ۶۰
بیت المقدس سے فراغت پر چار پیالے پیش کیے گئے ........................ ۶۰
چار چیزوں میں دودھ اختیار کرنے کی حکمت ........................ ۶۰

معراج کا سفر حصہ دوم.................................٦٢

# فرشتوں کی معیت میں آسمانی سفر

## پہلے آسمان پر عروج

حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں صورتیں........................................ ٦٥
حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کا راز ........................................ ٦٦

## دوسرے آسمان پر عروج

حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان رشتہ ........................................ ٦٨
حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات کا راز ........................................ ٦٩

## تیسرے آسمان پر عروج

حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا کی تصویر کشی ........................................ ٧٢
حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کا راز ........................................ ٧٣

## چوتھے آسمان پر عروج

حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کا راز ........................................ ٧٥

## پانچویں آسمان پر عروج

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات کا راز ........................................ ٧٧

## چھٹے آسمان پر عروج

حضور ﷺ کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام رو دیئے ........................................ ٧٨

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا غبطہ اور رشک کے طور پر تھا ............ ۷۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو نوجوان کہا ............ ۷۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا راز ............ ۸۰

## ساتویں آسمان پر عروج

بیت المعمور میں حضور ﷺ نے نماز پڑھی ............ ۸۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس امت کو سلام و پیغام ............ ۸۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کا راز ............ ۸۳

## سدرۃ المنتہیٰ تک عروج

سورۂ نجم میں معراج کا تذکرہ ............ ۸۵
مذکورہ بالا آیتوں کا خلاصہ ............ ۸۶
سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کا اصل مضمون ............ ۸۷
سورۂ نجم کی آخری آیات معراج سے متعلق ہیں ............ ۸۸
جبرئیل امین نے نہر کوثر بھی آپ ﷺ کو دکھائی ............ ۸۹
سدرۃ المنتہیٰ پر بے پناہ فرشتوں کا ہجوم ............ ۹۰
فرشتے اجازت لیکر زیارت کے لئے سدِرہ پر آگئے ............ ۹۱
سدِرہ کے قریب جنت و جہنم کا مشاہدہ ............ ۹۲
جنت اور دوزخ اِس وقت موجود ہیں ............ ۹۳
دوزخ اس وقت کہاں ہے؟ ............ ۹۳

حضور ﷺ کے سامنے چار پیالے پیش کئے گئے ........................ ۹۴

## سدرہ سے آگے کا سفر اور جبرئیل کی معذرت

سدرۃ المنتہیٰ کے بعد مقامِ صریف الاقلام تک عروج ........................ ۹۶
ستر ہزار حجابات طے کرتے ہوئے آپ ﷺ عرش تک پہنچے ........................ ۹۷
کیا حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ........................ ۹۸
حضور ﷺ نے دیدار بھی کیا اور کلام بھی فرمایا ........................ ۱۰۰
عرش پر لکھی ہوئی تحریر ........................ ۱۰۱
قرض کا اٹھارہ گنا ثواب کیوں ہے؟ ........................ ۱۰۱
بارگاہِ قدس میں تین نذرانے ........................ ۱۰۲
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین انعام ........................ ۱۰۳
اس موقع پر بھی آپ ﷺ نے امت کو فراموش نہیں کیا ........................ ۱۰۳
حبیب اور محبوب کے درمیان راز و نیاز ........................ ۱۰۴
معراج میں چار بڑے تحفے مرحمت ہوئے ........................ ۱۰۷
معراج کا سب سے بڑا تحفہ ........................ ۱۰۸
ابراہیم علیہ السلام نے کچھ نہیں کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ کیوں دیا؟ ........................ ۱۱۰
نماز حق تعالیٰ سے ہمکلامی کا ذریعہ ........................ ۱۱۰
صحابۂ کرام نے نماز کے ذریعہ اللہ کے خزانوں سے استفادہ کیا ........................ ۱۱۲
نماز سیکھنے کی چیز ہے ........................ ۱۱۳
اللہ کے نبی ﷺ صحابہ کو نماز سکھاتے تھے ........................ ۱۱۴
نماز پر نقد فائدہ ........................ ۱۱۵

## آسمانوں سے بیت المقدس پھر مکہ مکرمہ واپسی


سب سے پہلے آپ ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے واقعہ بیان کیا ............ ۱۱۷
معراج کا واقعہ سن کر لوگ حیرت میں پڑ گئے ............ ۱۱۸
حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب ملا ............ ۱۱۸
آپ ﷺ نے نشانیاں بتلائیں ............ ۱۱۹
حبس شمس کا معجزہ ............ ۱۲۰
بیت المقدس کے بارے میں مشرکین کے سوالات ............ ۱۲۱
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سوالات کیئے ............ ۱۲۲
معراج کا سفر جسمانی تھا ............ ۱۲۳


---

# لطائف وحکم در قصۂ معراج

## پہلی قسم علمی فوائد


پہلا اور دوسرا فائدہ ............ ۱۲۵
تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا فائدہ ............ ۱۲۶
ساتواں، آٹھواں، نواں فائدہ ............ ۱۲۷
دسواں، گیارھواں، بارھواں، تیرھواں فائدہ ............ ۱۲۸
چودھواں، پندرھواں، سولہواں، سترھواں، اٹھارھواں فائدہ ............ ۱۲۹
انیسواں، بیسواں، اکیسواں، بائیسواں، تیسواں فائدہ ............ ۱۳۰
چوبیسواں، پچیسواں فائدہ ............ ۱۳۱

## دوسری قسم علمی فوائد

پہلا، دوسرا، تیسرا فائدہ ........ ۱۳۳
چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں فائدہ ........ ۱۳۴
آٹھواں، نواں فائدہ ........ ۱۳۵
دسواں، گیارھواں فائدہ ........ ۱۳۶
بارھواں، تیرھواں، چودھواں فائدہ ........ ۱۳۷
پندرھواں، سولھواں، سترھواں فائدہ ........ ۱۳۸
اٹھارھواں، انیسواں فائدہ ........ ۱۳۹
بیسواں، اکیسواں، بائیسواں تیئسواں فائدہ ........ ۱۴۰

## رسولِ اکرم ﷺ کے چند معجزات

عالم کی کل نو قسمیں ہیں ........ ۱۴۳

## عالم معانی کلام وغیرہ میں آپ ا کا معجزہ

پیشین گوئیاں (دوسرا معجزہ) ........ ۱۴۴
آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ پیشین گوئیاں (تیسرا معجزہ) ........ ۱۴۵

## فرشتوں کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

پہلا معجزہ ........ ۱۴۵

دوسرا معجزہ ........................................ ۱۴۶

## عالم انسان میں حضور ﷺ کا معجزہ

پہلا معجزہ ........................................ ۱۴۶
دوسرا معجزہ، برکت کا ظاہر ہونا ........................................ ۱۴۷
تیسرا معجزہ، مریضوں کا شفا پانا ........................................ ۱۴۸
چوتھا معجزہ، بے ادب لوگوں پر قہر نازل ہونا ........................................ ۱۴۸

## جنوں کے عالم میں حضور ﷺ کا معجزہ

پہلا معجزہ ........................................ ۱۴۸
دوسرا معجزہ ........................................ ۱۴۹

## آسمانوں اور ستاروں کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

### مٹی کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

### پانی کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

### آگ کے عالم میں آپ ﷺ کا معجز

### ہوا کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

پہلا معجزہ ........................................ ۱۵۳

دوسرا معجزہ ........ ۱۵۳

## فضا کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

پہلا معجزہ ........ ۱۵۴
دوسرا معجزہ ........ ۱۵۵

## جمادات اور نباتات کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

پہلا معجزہ ........ ۱۵۵
دوسرا معجزہ ........ ۱۵۶
تیسرا معجزہ ........ ۱۵۶

## عالمِ حیوانات میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے

پہلا معجزہ ........ ۱۵۷
دوسرا معجزہ ........ ۱۵۸
تیسرا معجزہ ........ ۱۵۸
روض الانف کے اشعار ........ ۱۶۰
خاتمۃ الکتاب ........ ۱۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دعائیہ کلمات

## شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

**نحمده و نصلی علی رسوله الکریم**

مکرم مولانا حفظ الرحمٰن صاحب پالنپوری زید مجدہ کی کتاب مسمّٰی بہ ''معراج کا سفر'' کو سرسری طور سے پڑھا۔ ماشاء اللہ ان کے مندرجہ معارف وفوائد کو پڑھ کر بہت مسرت ہوئی بلکہ بہت اثر وفائدہ ہوا۔ اس لئے اس کتاب کی طباعت جلد از جلد ہو جائے تو امت کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہم واعظم معجزے کو پڑھ کر ضرور قلبی تسلی وتقویت حاصل ہوگی۔

اس لئے دعا ہے کہ معراج کے اندر جو علوم ورموز اور نصیحت وعبرت کی باتیں مذکور ہیں ان سے اللہ تعالیٰ استفادہ کی ہم پوری امت کو توفیق مرحمت فرمائے اور فیوض وبرکات سے بہرہ ور فرمائیں۔ آمین

والسلام

محمد قمر الزمان الہ آبادی

بیت الاذکار وصی آباد الہ آباد

۲۴؍ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

# انتساب

احقر حفظ الرحمٰن عفا اللہ عنہ وعن والدیہ اپنی
اس چھوٹی سی کاوش کا...... بارگاہِ رسالت مآب، سید الکونین
فخر الرسل، تاجدارِ مدینہ، ساقیٔ کوثر، محمد مصطفٰے، احمد مجتبیٰ، فاتح، خاتم،
ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماحی، یٰسین، طٰہٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ ومن
تبعہم باحسان الی الیوم الدین...... میں نذرانہ پیش کر کے عرض رساں ہے۔

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا
إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ

بضاعت نیاز ودم الا امید
حفظ الرحمٰن پالنپوری (کاکوسی)

# سخنہائے گفتنی

**نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم    امابعد**

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں اور رسولوں کو دلائل وبراہین عطا فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا، انہی دلائل کو معجزات کہتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری عزاسمہ ہے۔

**وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ** (مائدہ/۳۲) اور ہمارے پیغمبر لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آئے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل وارفع ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ تمام محاسن ومحامد اور عظمتیں اور رفعتیں مجتمع طور پر عطا فرمائیں جو تمام انبیاء کو منفرد طور پر عطا ہوئیں تھیں۔

جس طرح آپ ﷺ کی ذات گرامی کو تمام انبیاء علیہم السلام پر افضلیت واکملیت حاصل ہے آپ کے معجزات کی بھی یہی شان ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بڑے اور عالمین پر مشتمل اتنے معجزات عطا فرمائے جس کا حساب وشمار مشکل ہے، علماء نے اس پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ کے بڑے بڑے معجزات میں ایک معجزہ اسراء ومعراج ہے یہ وہ انوکھا اچھوتا اور نرالا معجزہ ہے جس سے آپ ﷺ کی عظمتیں ورفعتیں ہمیشہ کے لئے زمین وآسمان پر نقش ہوگئیں۔

اس معجزۂ اسراء ومعراج کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں دو

سورتوں میں کیا ہے، ایک سورۂ اسراء میں اور ایک سورۂ نجم میں۔

یہ معجزۂ نبوی دراصل دو سفروں پر مشتمل ہے، ایک سفر گھر سے بیت المقدس تک، پھر وہاں سے آسمانی سفر ساتوں آسمانوں سے گذرتے ہوئے آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، جہاں جبرئیل امین نے بھی معذرت کردی، اور آپ کو اس سے اوپر کی سیر کرائی گئی، جنت وجہنم کا مشاہدہ کروایا۔ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور دیدار کا شرف بھی عطا فرمایا، آپ کے مقام ومرتبہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا جہاں پر واشگاف کیا، اور امت کو پانچ نمازوں کا عظیم تحفہ اور دیگر تمغات بھی اسی سفر میں عطا ہوئے۔

زیر نظر رسالہ اسی معجزۂ کبریٰ کی تھوڑی سی تفصیل پر مشتمل ہے، جو دراصل بیانات کے مضامین ہیں، کچھ احباب کے تقاضا کرنے پر......احقر نے ان مضامین کو حذف واضافہ کرکے ترتیب سے مرتب کیا، اور آخر میں اس واقعۂ عظیمہ کے اسرار ورموز اور فوائد ونکات حضرت اقدس تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کی نشر الطیب سے نقل کئے تاکہ اس کا افادہ عام وتام ہوجائے۔

اسی طرح اسی کتاب مذکور سے آخر میں اجمالی طور پر چند معجزاتِ نبوی کا بھی ذکر کردیا، جو مختلف عالموں میں آپ ﷺ سے ظہور پذیر ہوئے، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور احقر کے لئے، اس کے والدین کے لئے، اساتذہ ومشائخ اور محسنین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

حفظ الرحمٰن پالنپوری (کاکوسی)

بروز پیر ۲۹؍نومبر ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ...... امابعد**

**فاعوذبالله من الشیطٰن الرجیم**

**بسم الله الرحمن الرحیم**

**قال الله سبحانه وتعالیٰ:**

**﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرَی بِعَبْدِهِ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیَهُ مِنْ آیَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾.....................................(اسراء/۱)**

## نبوت کا دسواں سال عام الحُزن

میرے محترم بزرگو!

اللہ کے حبیب ﷺ اور آپؐ کے صحابہ دین کی خاطر مختلف طرح کی تکلیفیں

برداشت کرتے رہے، مصائب جھیلتے رہے، نبوت کا ساتواں، آٹھواں اور نواں سال...... یہ تین سال شِعبِ ابی طالب میں قید ونظر بندی میں گذرے، قریش نے تین سال تک سوشل بائیکاٹ کیا۔

بائیکاٹ کے بڑے کٹھن تین سال گذارنے کے بعد جب آپ ﷺ باہر آئے تو نبوت کا دسواں سال شروع ہوگیا، اللہ کی شان!!!

شِعبِ ابی طالب کی گھاٹی سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد مُشفق چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا، جو آپ ﷺ کے لئے ظاہری طور پر بہت بڑا سہارا تھے، قریش میں آپ کا وہ اثر ورسوخ تھا جس کے سبب کوئی آپ ﷺ سے قریب پھٹکنے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا......وہ سہارا ایکسر ٹوٹ گیا۔

پھر دوسرا غم کہ چچا ایمان سے بھی محروم گئے، آپ ﷺ کو اس کا بڑا فکر تھا کہ چچا ایک دفعہ میرے کانوں میں کلمہ پڑھ لیں، تا کہ قیامت کے دن میں گواہی دے سکوں، حضور ﷺ کی ذات تو ایک جانی دشمن کے ایمان کے لئے بھی بے قرار تھی ......پھر وہ چچا جس نے تقریباً بیالیس سال پورا ساتھ دیا، ہر دکھ درد میں برابر کے شریک رہے، ان کے ایمان کے لئے آپ ﷺ کا دل کتنا بے قرار ہوگا؟

آپ ﷺ نے اس کی بڑی کوشش کی ......مگر ابوطالب نے طعنوں کے ڈر سے کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا، اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا ”عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ“، عبدالمطلب کی ملت پر مر رہا ہوں، اللہ کی شان! وہ بڑا بے نیاز ہے۔

حضو ﷺ پر اس کا بڑا صدمہ تھا حتی کہ قرآن اترا..................

اِنَّکَ لاتَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ (۱)

پیارے نبی جی! ہدایت آپ ﷺ جسے چاہیں نہیں دے سکتے، ہدایت تو ہمارے قبضۂ قدرت کی چیز ہے۔

یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ٹھیک تین دن کے بعد وفا شعار اور غمگسار بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا، ......گھر کا سہارا بھی ٹوٹ گیا۔

## ظاہری سہارے ٹوٹتے چلے گئے

اللہ کی شان بڑی نرالی ہے، وہ احد ہے صمد ہے، بے نیاز ہے......ابتدا ہی سے ظاہری سہارے ٹوٹتے چلے گئے، باپ کا سایہ تو پیدائش سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا، آپ ﷺ یتیم پیدا ہوئے تھے،...... چھ سال کی عمر میں ماں کا سایہ بھی اٹھ گیا......پھر دادا کی کفالت میں آگئے......سوچو! جسے عالمی نبی بنانا ہے، جسے وہ مقام عطا کرنا ہے جو کائنات میں کسی کو نہیں ملا، اس کا بچپن کیسا ہے؟......آٹھ سال کی عمر میں دادا کا سایہ بھی اٹھ گیا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دادا کے جنازے میں روتے ہوئے چل رہے ہیں...... دل میں کیا سوچ ہوگی، کیا ارمان ہوں گے! اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی (۲)

پھر چچا کی کفالت میں آگئے، چچا نے بڑی محبت وشفقت سے پالا پوسا، اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیار دیا، پھر نکاح ہوگیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ بھی مل

(۱) سورہ قصص/۵۶۔
(۲) سورہ ضحیٰ/۵

گیا...... یہ دونوں لمبے وقت تک آپ ﷺ کا ساتھ دیتے رہے...... پھر یکا یک یہ دونوں ظاہری سہارے بھی ٹوٹ گئے۔

گویا اللہ تعالیٰ اپنے لاڈلے پر یہ داغ رکھنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا یوں کہے کہ آپ کو ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حمایت حاصل تھی، اس لئے بیچ میں یہ سہارے بھی توڑ دیئے۔

اب کفار و مشرکین کے لئے گویا راستے کھلے پڑے تھے، انہوں نے کھلے عام ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا، آپ ﷺ صدمات سے نڈھال تھے۔

خیال آیا کہ مکہ کے قریب ایک بڑا شہر ہے طائف، طائف والوں کو جا کر دین کی دعوت پیش کریں، شاید انہیں اللہ ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

## طائف خوشحال اور ہرا بھرا علاقہ

طائف اس زمانے میں بڑا ہرا بھرا اور خوشحال علاقہ تھا، اپنی اہمیت، آبادی کے پھیلاؤ اور خوش حالی اور فارغ البالی میں مکہ کے بعد دوسرے نمبر پر تھا، قرآن کریم میں قریش کی زبان سے اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْآنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (۱)

اور یہ بھی کہنے لگے کہ یہ قرآن دونوں بستیوں (یعنی مکہ اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا۔

یہ شہر مشہور بت ''لات'' کی عبادت کا بھی مرکز تھا، جہاں باقاعدہ لوگ تیرتھ

---

(۱) زخرف ۳۱

کے لئے آتے تھے، اس بات میں وہ مکہ کا ہمسر وہم ردیف تھا جو قریش کے سب سے بڑے بت ''ہبل'' کا مرکز تھا، اطراف کے امراء اور خوش حال لوگ یہیں گرمیاں گذارنے آیا کرتے تھے، عہد اسلامی اور اس کے بعد بھی اس کو یہ اہمیت حاصل رہی۔ گویا یہ پکنک پوئنٹ تھا۔

اموی شاعر عمر بن ربیعہ کہتا ہے

**تشتو بمكة نعمة　　　ومصيفها بالطائف**

ترجمہ: وہ ناز پروردہ لوگ جاڑے مکہ میں گذارتے ہیں، اور گرمیاں طائف میں

اہل طائف جائداد اور زمینوں کے مالک تھے، ان کے پاس بڑے بڑے باغات اور مزرعے تھے، اس دولت وخوشحالی نے ان کے اندر غرور وناز پیدا کر دیا تھا، اور وہ اس آیت کا مصداق اور نمونہ تھے۔

**وَمَا اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّاقَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالاً وَّاَوْلاَدًا وَمَانَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ**(۱)

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ جو چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں، اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ (۲)

## طائف کا روح فرسا منظر

بہر حال جب آپ ﷺ صدمات سے دوچار ہوئے اور ادھر تکالیف کا سلسلہ

(۱)　سبا۳۴/۳۵

(۲)　نبی رحمت ص ۱۹۱

بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے سوچا کہ طائف جا کر وہاں کے سرداروں کو دعوت دیں، یہ لوگ نہیں مانتے، شاید وہ مان جائیں، یہاں جی نہیں لگتا، شاید وہاں لگ جائے، یہ لوگ نہیں سنتے شاید وہ لوگ سنیں، اللہ شاید انہیں ذریعہ بنادے...... ساٹھ میل کا سفر ہے، اللہ کی شان دیکھئے...... پیدل سفر ہے، سواری کوئی نہیں، نہ اتنی استطاعت ہے، پتھریلی زمین ہے، پہاڑی علاقہ ہے...... دعوت کا سفر ہے قیامت تک نمونہ قائم کرنا ہے کہ ترتیب کام کی یہ ہے، ساتھ مین کون ہے؟ تنہا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ!

بڑی امیدوں کے ساتھ گئے تھے لیکن کیا ہوا؟...... کسی ایک نے نہ سنی، بڑا ناروا سلوک کیا، بڑا زبردست صدمہ پہنچایا...... یوں کہہ لیجئے مشقتوں کے تمام مرحلوں میں سب سے کٹھن مرحلہ یہی تھا، طائف مشقتوں اور تکالیف کی آخری حد تھی، یہاں سے حالات نے نئی کروٹ لی ہے۔

دس دن تک آپ ﷺ کا قیام طائف میں رہا، جن تین سرداروں پر امید باندھ کر گئے تھے، بڑا نازیبا سلوک کیا، سخت وسست الفاظ کہے،...... حالانکہ کم از کم اجنبی لوگوں کا سلوک ابتداءً آپ ﷺ کے ساتھ کبھی ایسا نہ تھا۔

شہر کے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا، "**وَجَعَلُوْا يَرْمُوْنَهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى دُمِيَتْ قَدَمَاهُ**" (۱)

پتھر مار رہے ہیں، قدم خون آلود ہو گئے، پنڈلیاں گھاؤ ہو گئیں، کپڑے لال ہو گئے، معصوم خون سے لال ہو گئے، پتھر مارتے جاتے اور مذاق اڑاتے جاتے، زخموں کی تاب نہ لا کر جب آپ ﷺ بیٹھ جاتے، تو یہ بدنصیب آپ ﷺ کے بازو پکڑ

---

(۱) زاد المعاد ج ۳/ ۱۲۸

کر دوبارہ کھڑا کر دیتے، پتھر مارتے اور ہنستے۔

ذرا تصور تو کرو کیا منظر ہوگا؟

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہر چند آپ ﷺ کو بچانے کی کوشش کرتے، اور آڑ بن کر خود پتھر کھاتے، اسی میں ان کا سر بھی زخمی ہوگیا، اور پاؤں سے بھی خون بہنے لگا۔(۱)

## دشمن کا دل بھی پسیج گیا

دور تک اسی حالت میں آئے، شہر سے باہر نکل کر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خون سے لتھڑے ہوئے جسم کو دھودھا کر صاف کیا، سامنے عتبہ اور شیبہ کا باغ تھا، اس کے قریب ایک درخت کے سایہ میں دم لینے کے لئے بیٹھ گئے۔

حالت ایسی ناگفتہ بہ تھی، اور بے کسی اور مظلومیت کا یہ عالم تھا کہ دشمن کا دل بھی پسیج گیا، نرم پڑ گیا، ابھی تک جو دل پتھروں سے زیادہ سخت تھے............سوچو کیا منظر ہوگا......وہ دل بھی نرم پڑ گئے۔

عتبہ اور شیبہ باغ میں بیٹھے بیٹھے سارا نظارہ دیکھ رہے تھے، ان سے رہا نہ گیا، اپنے غلام عدّاس کو بلا کر کہا کہ ایک طبق میں انگور کا خوشہ رکھ کر ان کے پاس لے جاؤ اور ان کی ضیافت کرو، ان سے درخواست کرو کہ اس میں سے ضرور کچھ کھائیں، عدّاس نے وہ طبق لا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھا، آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کیا۔

عداس حیرت میں پڑ گیا، کہنے لگا **وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ مَا یَقُوْلُہٗ اَھْلُ**

(۱) الروض الانف ج۲/۲۳۱

هٰــذِهِ الْبَلَادِ اللہ کی قسم !اس شہر مین تو یہ کلام بڑا اجنبی ہے،اس شہر میں تو اس کلام کا کہنے والا کوئی نہیں ہے جو ابھی آپ ﷺ نے کہا

رسول اللہ ﷺ نے عداس سے پوچھا تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟

عداس نے کہا میں شہر نینوی کا رہنے والا ہوں ،اور نصرانی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اسی نینوی کے جہاں اللہ کے صالح بندے یونس بن متی علیہ السلام رہتے تھے۔

عداس حیران رہ گیا اور کہنے لگا۔

وَمَايُدْرِيْكَ مَايُوْنُسُ بْنُ مَتّٰى آپ کو یونس بن متی کا کیسے علم؟

آپ ﷺ نے فرمایا-ذٰلِكَ اَخِیْ كَانَ نَبِيًّا وَاَنَا نَبِيٌّ – وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں، عداس نے آپ ﷺ کے ہاتھوں، پیروں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُه

عداس جب واپس آیا تو عتبہ اور شیبہ نے کہا، کیوں اس کے ہاتھ پیر اور پیشانی کو چوم رہا تھا وَيْحَكَ يَا عَدَّاسُ لَا يَصْرِفَنَّكَ عَنْ دِيْنِكَ یہ شخص کہیں تجھے تیرے دین سے نہ ہٹا دے (۱) دلوں کی قساوت کا یہ عالم ہے۔

## طائف کی رقت آمیز دعا

جب کچھ افاقہ ہوا تو اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے، ہاتھ اللہ کی طرف اٹھ گئے، بے ساختہ قلب و زبان سے وہ تاریخی دعا جاری ہو گئی، جس کے ایک ایک جملہ سے عجیب بیکسی، بے بسی اور اپنی کمزوری کا اظہار ٹپک رہا ہے۔

(۱) الروض الانف ج ۲/ ۲۳۱

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعُفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بِعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ، اِنْ لَمْ یَکُنْ بِکَ غَضَبٌ عَلَیَّ فَلاَ اُبَالِیْ غَیْرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ یَنْزِلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْیَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. (۱)

اے اللہ! میں اپنی کمزوری اور بے سروسامانی اور لوگوں میں تحقیر و بے توقیری کی تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا خاص طور پر مربی اور مددگار ہے، تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے؟ کیا بیگانہ اور ترش روکے، یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے، اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں، لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے، میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہوجاتی ہیں، اور دین ودنیا کے کام اس سے ٹھیک ہوجاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضگی مجھ پر وارد ہو، مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے، اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔(۲)

(۱) (زادالمعاد ج۳/ ۲۸)

(۲) ( نبیٔ رحمت/۱۹۳)

دعا کے ایک ایک لفظ میں غور کرو، کیسی بے کسی ہے، بے بسی ہے، کیسی اللہ سے لولگائی جارہی ہے، کیسی اللہ کی رضا وخوشنودی کی درخواست کی جارہی ہے۔

## وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

دعا کب بے اثر جاسکتی تھی...... دعا کرکے جب آپ ﷺ آگے بڑھے، مقام قرن الثعالب پر پہنچے، تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یکایک جب سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہیں، اور اس میں جبرئیل امین موجود ہیں۔

جبرئیل امین نے کہا **قَدْ بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَا**

اللہ نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کونہیں، پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، آپ اسے جو حکم کریں گے اس کی تعمیل کرے گا۔

حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ مَلَکُ الْجِبَال نے مجھے سلام کیا اور عرض کیا۔

**یَا مُحَمَّدُ ذٰلِکَ لَکَ** اے محمد ﷺ آپ کو پورا اختیار ہے۔

اللہ کے نبی! پہاڑ میرے تصرف میں ہیں آپ جو چاہیں حکم دیں، اگر آپ حکم دیں تو ان دو پہاڑوں کو ملا دوں، **اُطْبِقُ عَلَیْہِمُ الْاَخْشَبَیْنِ**، ان دو پہاڑوں کو ملا دوں، جن کے بیچ میں طائف کا علاقہ آباد ہے، جس سے تمام لوگ پس جائیں۔

قربان جایئے! زخم ابھی تازہ ہے صدمہ ابھی موجود ہے...... مگر رحمت والی ذات نے کیا کہا؟ کیا بدلہ لیا؟ نہیں وہ ذات تو انسانیت کو بدلہ دلوانے آئی تھی، وہ ذات بدلہ لینے نہیں آئی تھی آپ ﷺ نے جواب دیا۔

بَلْ اَرْجُوْاَنْ یَّکُوْنَ مِنْ اَصْلاَبِهِمْ مَنْ یَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلاَیُشْرِکُوْابِهٖ شَیْئًا. (۱)

یہ لوگ نہیں مانتے، کوئی بات نہیں، مجھے تو یہ امید ہے کہ خدا ان کی نسلوں سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو ایک اللہ کے پرستار ہوں گے، اس کے ساتھ کسی کو شریک وساجھی نہیں بنائیں گے۔ ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

## طائف مشقتوں کی آخری حد

طائف کی مشقتوں کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے؟ طائف کے ناروا سلوک و برتاؤ کو کسی پیمانہ میں ناپا جاسکتا ہے؟

لوگ تو سمجھ رہے تھے کہ احد کے حالات حیاتِ طیبہ کے سب سے سنگین حالات تھے کہ جہاں آپ ﷺ گھڑے میں گر گئے، دندان مبارک زخمی ہو گئے، مجمع تتر بتر ہو گیا، خَوْد کی کڑی چہرۂ اقدس میں گھس گئی کہ بظاہر یہ بڑے حالات معلوم ہو رہے ہیں، لیکن اسے پوچھو جس نے حالات سہے ہیں۔

ماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر آقا سے پوچھا

هَلْ اَتٰی عَلَیْکَ یَوْمٌ کَانَ اَشَدَّ عَلَیْکَ مِنْ یَوْمِ اُحُد

کیا آپ پر اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گذرا؟

حیاتِ مبارکہ کی سب سے بڑی مصیبت کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ

(۱) الروض الانف ج ۲/۲۳۱

نے جو ارشاد فرمایا بخاری نے اس کو محفوظ کیا ہے۔

**كَانَ اَشَدُّ مَالَقِيتُ مِنهُم يَومَ العَقَبَةِ اِذ عَرَضتُ نَفسِي عَلٰى اِبنِ عَبدَيَالَيلِ.**

عائشہ رضی اللہ عنہ! سب سے زیادہ سخت اذیت مجھے ان نہ ماننے والوں سے طائف کی اس گھاٹی میں پہنچی جس دن میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل کے بیٹے پر پیش کیا تھا(۱)

طائف مشقتوں کی آخری حد تھی، طائف اذیتوں کی انتہا تھی، طائف انکار کی انتہاء تھی، جو انکار، جو اذیتیں جو ایذا رسانیاں، صفا پہاڑی سے شروع ہوئی تھیں مرحلہ در مرحلہ گذرتے گذرتے طائف اس کی نہایت تھی یہاں سے حالات نے نئ کروٹ لی ہے۔

## طائف سے واپسی پر معراج کا سفر

جب ہر طرف سے صدمات کے پہاڑ ٹوٹے، لوگوں نے انکار کی حد کردی، آپ ﷺ کی ناقدری کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی، اور اپنے پاس بلا لیا، آسمانی سفر کروایا، کائنات کے اس سرے تک سیر کروائی جہاں کوئی نہیں پہنچ سکا۔

آسمانی سفر شِعبِ ابی طالب اور طائف کی مشقتوں اور صدمات کا انعام ہے گویا اللہ تعالیٰ اپنے لاڈلے حبیب ﷺ سے یوں کہہ رہے ہیں۔

میرے لاڈلے حبیب ﷺ! گھبرانے کی ضرورت نہیں، دعوت کی راہ میں یہ حالات ناگزیر ہیں، قیامت تک آپ ﷺ کی امت کے لئے ہم نمونہ قائم کرنا چاہتے ہیں، آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، یہ لوگ آپ ﷺ کے مقام کو نہیں

(۱) صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۳۱ عن عائشہ رضی اللہ عنہا

جانتے، نہ جانیں، ہم آپ کو ہمارے پاس بلا کر دنیا کو آپ کے مقام سے متعارف کرانا چاہتے ہیں، رہتی دنیا تک آپ کا ذکر ہوتا رہے گا۔

چنانچہ آپ ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے آسمانی سیر کروائی، یہ درحقیقت دو سفر ہیں، مسجدِ حرام سے بیت المقدس کا سفر، جس کو اسراء کہا جاتا ہے، اور بیت المقدس سے عالم بالا تک، جس کو معراج کہتے ہیں، کبھی دونوں کو اسراء و معراج بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

## معراج سے اشارہ ختمِ نبوت کی طرف

آپ ﷺ کا یہ سفرِ معراج اتنا عظیم الشان تھا کہ ایسا سفر نہ کسی نے اس سے پہلے کیا نہ بعد میں کوئی کر سکتا ہے، آپ ﷺ کو اتنے بلند مقام تک پہنچایا گیا کہ آپ ﷺ فرشتوں سے بھی آگے بڑھ گئے، عرش عظیم تک آپ کی رسائی ہوئی جو کائنات کا منتہیٰ ہے، کائنات کی آخری حد ہے جس کے بعد اب کوئی مقام نہیں،

گویا بقول عارفین کے عرش تک سیر کرانے میں آپ ﷺ کی ختم نبوت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ عرش کائنات کا منتہیٰ ہے، اس کے بعد کسی مخلوق کا وجود ثابت نہیں ......اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام کمالات آپ ﷺ پر منتہی ہیں، آپ پر ختم ہیں (۱)

## معراج کس سال اور کس مہینہ میں ہوئی

حضور اکرم ﷺ کو معراج کس سال ہوئی اس میں علماءِ سیر کا اختلاف ہے، تقریباً دس قول ہیں جو فتح الباری میں مفصل مذکور ہیں۔

(۱) (سیرت مصطفےٰ ج ۱/ ۲۸۹)

راجح قول یہ ہے کہ معراج کا سفر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور بیعتِ عقبہ سے پہلے ہوا، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات شعبِ ابی طالب سے نکلنے کے بعد ہوئی اور شعبِ ابی طالب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ھ نبوی میں نکلے............اس سے یہ پتہ چلا کہ معراج ۱۰ھ نبوی کے بعد ہوئی۔

پس شعبِ ابی طالب سے نکلنے کے بعد ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر کیا، سفرِ طائف کے بعد معاً معراج کا سفر ہوا۔

کس مہینہ میں ہوا؟...... اس میں بھی اختلاف ہے، پانچ قول ہیں، ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب، رمضان اور شوال۔

مشہور قول یہ ہے کہ معراج کا سفر رجب کی ستائیسویں شب میں ہوا۔(۱)

## معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مختلف معجزات عطا فرمائے، ہر نبی کو اپنے زمانے اور دور کے لحاظ سے معجزات دیئے گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا زور تھا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے لحاظ سے عصا کا معجزہ دیا گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا، ایسے ماہر طبیب تھے جو مریض کی آواز سن کر مرض کی تشخیص کر لیتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ دیا، مٹی کی چڑیا بنا کر اس کو زندہ کر دیتے تھے، کوڑھی اور مادرزاد اندھوں کو

(۱) حوالۂ سابق

ہاتھ پھیر کر اچھا کر دیتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود کو گلزار بنا دیا، یہ آپ کا معجزہ تھا، حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کو موم بنا دیا۔

غرض ہر نبی کو معجزے دیئے گئے تا کہ لوگ معجزات کو دیکھ کر یقین کریں۔

قرآن کہتا ہے **وَلَقَدْ جَاءَ تْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ**(۱)

ہمارے پیغمبر لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آئے۔

حضور اکرم ﷺ تمام نبیوں کے سردار ہیں، تو آپ ﷺ کو معجزات بھی بیشمار اور بڑے بڑے عطا فرمائے، آپ ﷺ کا سب سے بڑا اور زندہ وجاوید معجزہ قرآن ہے، یہ معجزہ آج بھی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا، آپ ﷺ کے معجزات بیشمار ہیں، جس پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

معراج بھی حضور ﷺ کا بڑا معجزہ ہے، معراج کی روایتیں تقریباً پینتالیس صحابہ سے مروی ہیں، اور قرآن کریم کی دو سورتوں میں معراج کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

## قرآن کریم میں معراج کا بیان

سورۂ اسراء میں حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

**سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ آيَاتِنَا، اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ.**(۲)

قرآن کا عجیب اندازِ خطاب ہے، واقعہ کا آغاز سبحان کے لفظ سے کیا...... چونکہ معراج کا واقعہ بڑا انوکھا ہے، عقل میں نہیں آتا کہ اسی جسم وروح کے ساتھ اتنا

(۱) مائدہ-آیت ۳۲
(۲) سورہ اسراء، آیت-۱

بڑا سفر اور اتنے تھوڑے وقت میں ......اسی لئے لوگوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ بعض نئے نئے مسلمان بھی مرتد ہو گئے۔

سبحان کا لفظ لا کر قرآن گویا یوں کہہ رہا ہے

لوگو! اس پر کیوں تعجب کر رہے ہو...... اس کو ماننے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو؟

اس کو کیوں جھٹلا رہے ہو؟ ......معراج کا کیوں انکار کر رہے ہو؟

اس کو اپنی ذات پر کیوں قیاس کر رہے ہو؟

نہ ہر جائے مَرْ کَبْ تواں تاختن　　　　که جا ہا سِپَر باید انداختن

ہر جگہ عقلی گھوڑے نہیں دوڑائے جاتے، بلکہ بہت سی جگہ پر ڈھال ڈال دینی پڑتی ہے، معراج ہمارے محبوب نے خود نہیں کی، بلکہ ہم نے کروائی۔

ہمارے محبوب کو آسمانی سفر کروانے والی ذات ......................

رات کے تھوڑے وقت میں اتنا عظیم سفر کروانے والی ذات ...............

آسمانی عجائبات دکھلانے والی ذات ..............................

معراج کی عزتوں اور رفعتوں سے سرفراز کرنے والی ذات ...............

کون ہے......؟

وہ ذات سبحان ہے!!!

سبحان اس ذات کو کہتے ہیں جو ہر عیب، ہر نقص، ہر کمی سے پاک اور ہر قید وحد بندی سے بالاتر ہو، جو کمالات کی جامع ہو، سبحان اور تسبیح کا لفظ بولا ہی ایسے

موقع پر جاتا ہے جہاں کوئی اہم اور عظیم الشان امر کی طرف اشارہ مقصود ہو۔

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے، **فَالتَّسبِیحُ اِنَّمَا یَکُونُ عِندَ الاُمُورِ العِظَامِ.**
تسبیح اور سبحان کے لفظ کا استعمال بڑے، عظیم اور اہم امور کے وقت ہوتا ہے۔(۱)

## سفر کروانے والی ذات سبحان ہے

لہٰذا جب سفر کروانے والی ذات سبحان ہے تو تم اس سفر کو اپنی عقل و خرد پر نہ جانچو، اپنے عقلی گھوڑے نہ دوڑاؤ...... بلکہ اس ذات کی قدرت کے آئینہ میں دیکھو۔

اس سفر کے بیان کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، اپنی شان وشوکت اور اپنی عظمت کا تعارف کروایا کہ ہماری ذات وہ ہے جسے سبحان کہا جاتا ہے۔

**سبحان الذی اسریٰ**...... پاک ہے وہ ذات جو پاک ہے ہر عیب سے، ہر نقص سے، وہ ذات رات ورات لے گئی اپنے بندہ کو...... اس سے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ عظیم الشان معجزہ ہے، جو ہمارے نبی ﷺ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

اسراء کہتے ہیں رات میں سفر کرنے کو، اسراء میں رات کا ذکر آ گیا، مگر پھر مستقلاً لیلاً بھی لایا گیا جو نکرہ ہے...... اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ یہ سفر رات میں ہوا اور رات کے تھوڑے حصہ میں ہوا۔

وہ ذات بہت بڑی قدرت والی ہے جس نے اتنا عظیم الشان سفر اتنے تھوڑے وقت میں کروایا۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۳/۳۲، سورۃ الاسراء

## قرآن نے چور دروازے بند کردیئے

آگے فرمایا

**بِعَبْدِهٖ**...... جو اپنے بندے کو لے گیا، عبد کہتے ہیں بندے کو، قرآن نے اتنے عظیم الشان سفر کے موقع پر عبد کا لفظ استعمال کیا، بِعَبْدِهٖ کہا

**بِرَسُوْلِهٖ**...... نہیں کہا

**بِنَبِیِّهٖ**...... نہیں کہا

**بِحَبِیْبِهٖ**...... نہیں کہا

کیوں؟ تا کہ کسی کو دھوکا نہ لگے، کوئی اتنے عظیم الشان سفر کو دیکھ کر حضور ﷺ کو خدا نہ سمجھ بیٹھے، یا خدائی صفات میں شریک نہ کرنے لگے...... جیسے نصاریٰ کو دھوکا لگا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا بیٹھے، اور جیسے یہود کو دھوکا لگا وہ معجزہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا بیٹھے، قرآن کہتا ہے۔

**وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ**(۱)

یہود کہنے لگے عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہنے لگے مسیح عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں یہ دھوکے پچھلے لوگوں کو لگے۔

''**بِعَبْدِهٖ**'' لا کر قرآن نے چور دروازے بند کردیئے اور بتا دیا کہ

خبردار! ہرگز دھوکہ مت کھانا، ہمارے محبوب کو سفر ہم نے کروایا ہے، ہمارے نبی ہمارے بندے ہی ہیں۔

## صفتِ عبدیت کے معنی

عبدیت تمام صفات میں سب سے اونچی صفت ہے، عبدیت کہتے ہیں سارا

(۱) (سورۃ توبہ آیت-۳۰)

سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی طرف سیر کرنا، اللہ کا بندہ بن جانا، معراج اللہ کی طرف سیر ہے، اس لئے عبد کا لفظ استعمال ہوا۔

قرآن نے دوسرے موقع پر رسول کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، جہاں نبیوں کا اللہ کی طرف سے بندوں کی طرف آنا بیان کیا ہے۔

چنانچہ فرمایا ''اِنَّـا اَرْسَـلْنَـا اِلَيْكُمْ رَسُوْلاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً.(۱)

یہاں رسول کا لفظ استعمال ہوا، عبد کا لفظ نہیں استعمال کیا، کیونکہ یہاں اللہ کی طرف سے نبی کا بندوں کی طرف آنا بیان کیا جارہا ہے، منصبِ رسالت بیان کیا جارہا ہے کہ یہ ہمارے رسول ہیں، پیغمبر ہیں جنہیں ہم انسانوں کی طرف بھیج رہے ہیں۔

## حضور ﷺ کو عبدیت کا وصف سب سے زیادہ محبوب تھا

حضور ﷺ کو بھی یہ وصف سب سے زیادہ محبوب تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے ''اَنَـا آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ'' میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے بندہ غلام کھاتا ہے، آپ ﷺ کے ہر عمل سے عبدیت ٹپکتی تھی۔

امام رازیؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سلیمان انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شبِ معراج میں حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ کو کونسا لقب اور کونسی صفت سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا صفتِ عبدیت، تیرا بندہ ہونا مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے جب یہ سورت نازل ہوئی تو اسی پسند کردہ لقب کے ساتھ نازل ہوئی۔(۲)

(۱) سورۃ مزمل آیت-۱۵
(۲) سیرت مصطفیٰ ج ۱/۳۱۴

## مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے جانے کی حکمت

آ گے فرمایا:

مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصٰی الَّذِیۡ بَارَکۡنَا حَوۡلَهٗ (۱)

مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، دنیوی برکتیں کہ وہ علاقہ بڑا زرخیز اور ہرا بھرا ہے اور دینی برکتیں کہ وہ علاقہ ہزاروں انبیاء کا مسکن رہا ہے۔

لِنُرِیَهٗ مِنۡ آیَاتِنَا......

تاکہ ہم آپ کو ہماری نشانیاں بتلائیں، عجائبات دکھلائیں۔

مسجدِ اقصیٰ تک لانے میں یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کا مقام ومرتبہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے محبوب میں سارے نبیوں کے فضائل وکمالات جمع ہیں، اوراب عنقریب بنواسرائیل کا قبلہ بنواسماعیل کے قبضہ میں دے دیا جائے گا اور امتِ محمدیہ دونوں قبلوں کعبۃ اللہ اور مسجد اقصیٰ کے انوار و برکات کی حامل ہوگی۔

پھر قرآن کا اندازِ بیان دیکھو، سورۂ اسراء میں اسراء کا ذکر کرکے کلام کا رخ موڑ دیا اور یہود کے جرائم اور سیاہ کاریوں کا تذکرہ شروع کردیا، جس سے اللہ تعالیٰ اشارہ فرمارہے ہیں اس طرف کہ یہود اب قیادت سے معزول کئے جانے والے ہیں، اوراب دائمی قیادت اور یہ اعلیٰ منصب ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو سونپ رہے ہیں، اب گویا وقت آگیا ہے کہ روحانی قیادت ایک امت سے دوسری امت کو منتقل کردی جائے۔

(۱) سورۃ اسراء آیت ۔۱

# سفرِ معراج کا بیان حضور ﷺ کی زبانی

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

**بَیۡنَمَا اَنَا فِی الۡحَطِیۡمِ مُضۡطَجِعاً**......اس دوران کہ میں حطیم میں سویا ہوا تھا، ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ شعبِ ابی طالب میں تھے، ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ گھر میں تھے...... ان تمام روایات میں جمع کی صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے جو شعب ابی طالب کے پاس تھا۔

**اِذۡ اَتَانِیۡ آتٍ**......کہ یکا یک جبرئیل گھر کی چھت کھول کر اندر آئے، دروازے سے نہیں آئے تا کہ آپ ﷺ کو ابتدا ہی سے معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی خلافِ عادت معاملہ، کوئی انوکھا معاملہ ہونے والا ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے جگایا اور حطیم میں لے گئے، نیند کا چونکہ غلبہ تھا، تو آپ ﷺ مسجدِ حرام میں حطیم میں سو گئے، آپ ﷺ کے ایک طرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے اور دوسری طرف حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے، قریش کی عادت تھی خانہ کعبہ میں سویا کرتے تھے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ ان تینوں میں ایک شخص ہے جو درمیان میں سویا ہوا ہے۔

## مسجدِ حرام میں شقِ صدر ہوا

پھر جبرئیل و مکائیل مجھے زمزم کے کنویں کے پاس لے گئے، میرا سینہ چاک

کیا،''فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ''میرا دل نکالا۔

**ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ مَمْلُوْئَۃً اِیْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِیْ......**

پھر سونے کا طشت ایمان وحکمت سے بھرا ہوا لایا گیا، پھر میرے دل کو زمزم کے پانی سے دھویا۔(۱)

قلبِ اطہر کو آبِ کوثر سے بھی دھویا جا سکتا تھا، مگر زمزم سے دھویا......بعض علماء کے نزدیک یہ دلیل ہے کہ زمزم کا پانی آبِ کوثر سے بھی افضل ہے۔

قلبِ مبارک کو دھو کر اس میں ایمان وحکمت بھرا گیا......

ایک روایت میں ہے **وَمَلَأَہُ حِلْمـاً وَعِلْمـاً وَاِیْمَانًا وَیَقِیْنًا وَاِسْلَامًا**......کہ قلبِ مبارک کو حلم، علم، ایمان ویقین اور اسلام سے پُر کیا۔

**ثُمَّ اُعِیْدَ**......پھر قلب مبارک کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا، یہ گویا آپریشن ہوا۔

سینہ کو چاک کر کے آپ ﷺ کے دل میں علم وحکمت، اور ایمان ویقین کو بھر کر عالمِ بالا کے لئے تیار کیا گیا، تا کہ قلبِ مبارک عالمِ ملکوت کی سیر اور تجلیاتِ الٰہیہ، آیاتِ ربانیہ اور کلامِ الٰہی کا تحمل کر سکے۔

## شقِّ صدر آپ ﷺ کی زندگی میں چار مرتبہ ہوا

شقِّ صدر سے مراد حقیقتاً سینہ چاک کرنا ہے یعنی با قاعدہ آپریشن کی طرح سینہ چاک کیا گیا، شقِ صدر آپ ﷺ کی زندگی میں چار مرتبہ پیش آیا۔

پہلی مرتبہ آپ ﷺ کے بچپن کے زمانے میں جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے، اور عمر مبارک چار سال تھی، اس وقت آپ ﷺ جنگل

(۱) (کنز العمال، رقم/۳۱۸۴۲، صحیح البخاری رقم/۳۸۸۷)

میں تھے کہ دو فرشتے جبرئیل ومیکائیل انسانی شکل میں آئے، اور ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر نمودار ہوئے، آپ ﷺ کو لٹا کر سینہ مبارک چاک کیا، پھر دل کو نکالا، اس کو بھی چاک کیا اور اس میں سے ایک یا دو ٹکڑے خون کے جمے ہوئے نکالے، پھر پیٹ اور قلبِ مبارک کو اس طشت میں رکھ کر دھویا، اس کے بعد سینہ کو اپنی جگہ رکھ کر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی۔

دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں شقِ صدر ہوا، تیسری مرتبہ بعثت کے وقت یہ واقعہ پیش آیا، اور چوتھا یہ موقع ہے معراج کا جس میں شقِ صدر ہوا۔

## براق کے ذریعہ بیت المقدس کا سفر

بہرحال جب شقِ صدر ہو گیا تو اس کے بعد......

**ثُمَّ اُتِیتَ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْیَضَ**

پھر ایک سفید سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی، جو اتنی تیز رفتار تھی، روایتوں میں ہے

**یَضَعُ خُطُوَتَه عِنْدَ اَقْصیٰ طَرَفِهِ......**

جو اپنا پہلا قدم منتہائے نظر پر رکھتی تھی، جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے وہاں اس کا پہلا قدم پڑتا تھا۔(۱)

جب آپ ﷺ براق پر بیٹھے تو مستی میں آ گیا، شوخی کرنے لگا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

**اَلَا تَسْتَحِیِ یَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ......** براق! تجھے یہ حرکت کرتے ہوئے

(۱) بخاری شریف رقم / ۳۸۸۷

شرم نہیں آرہی ہے، تجھے پتہ ہے تیری پیٹھ پر کون سوار ہے؟

**فَوَاللّٰہِ مَارَکِبَکَ عَبْدُاللّٰہِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ اَکْرَمُ عَلَیْہِ مِنْہُ**.....اللہ کی قسم! محمد ﷺ سے زیادہ معزز ومکرم کوئی اللہ کا بندہ تجھ پر پہلے سوار نہیں ہوا۔(۱)

براق کی یہ شوخی خوشی کے سبب تھی، لیکن جب حضور ﷺ کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا تو تھم گیا، اور شرمندہ ہوکر پسینہ پسینہ ہوگیا۔

پس سفر شروع ہوگیا، جبرئیل نے رکاب پکڑی اور میکائیل نے لگام تھامی، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوگئے۔

## بیت المقدس تک درمیان میں چار جگہ منزل

براق کے ذریعہ یہ سفر مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک ہوا، دوران سفر چار جگہ منزل کروائی، پہلا اسٹاپ (منزل) ایسی سرزمین پر ہوا جہاں کھجوروں کے گھنے باغات تھے، کھجوروں والا علاقہ تھا۔

جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا، اتر کر یہاں نفل پڑھئے، آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھی، جبرئیل علیہ السلام نے کہ آپ ﷺ کو پتہ ہے آپ ﷺ نے کس جگہ نماز پڑھی یہ کونسی سرزمین ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ نے یثرب (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی، یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ ﷺ ہجرت کریں گے۔

پھر سفر شروع ہوا، راستہ میں ایک جگہ منزل ہوئی، جو سفید جگہ تھی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہاں بھی اتر کر دو رکعت پڑھئے، حضور ﷺ نے اتر کر دو رکعت پڑھی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا، پیارے آقا یہ مدین کا علاقہ ہے، جہاں حضرت

(۱) الروض الانف ج۲/ ۱۸۷ وسیرت ابن ہشام ج۱/ ۳۹۸

شعیب علیہ السلام رہا کرتے تھے۔

پھر سفر شروع ہوا، ایک جگہ پھر منزل ہوئی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا پیارے آقا! یہاں بھی دو رکعت پڑھیے، آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وادیٔ سینا ہے، اس میں یہ درخت وہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔

وہاں سے روانہ ہوئے، راستہ میں ایک جگہ پھر منزل کی، یہاں بھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا پیارے آقا! اتر کر دو رکعت پڑھیے، پھر بتلایا کہ یہ بیت اللحم کا علاقہ ہے، یروشلم ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔(۱)

## سفر معراج میں تین طرح کے مشاہدات

اس سفر میں آپ ﷺ کو تین طرح کے مشاہدات کروائے گئے، عالمِ اسباب کے، جس دنیا میں ہم اور آپ رہتے ہیں، اس کو عالمِ اسباب کہتے ہیں، آپ ﷺ کو عالمِ اسباب کی چیزیں دکھائیں، عالمِ برزخ کا مشاہدہ کروایا گیا، عالمِ برزخ وہ عالم ہے جو موت کے بعد سے شروع ہوتا ہے، موت کے بعد سے قیامت تک کے عالم کا نام عالمِ برزخ ہے، جس کو قرآن کہتا ہے۔

وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کو چاہے دفن کیا جائے یا جلا کر راکھ کر دیا جائے یا سمندر میں ڈبویا جائے، بہر صورت وہ اس عالم میں رہتا ہے اور اس کی روح کے ساتھ سارا معاملہ ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کو برزخ کے مناظر بھی دکھلائے گئے۔

(۱) (دلائل النبوۃ للبیہقی ج۲/۳۶۲)

ایک تیسرا عالم ہے عالمِ آخرت، عالمِ آخرت قیامت سے لیکر ابدالآباد تک ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا، آپ ﷺ کو عالمِ آخرت کے مناظر بھی دکھلائے گئے، وہاں کے عجائبات بھی آپ ﷺ نے دیکھے، آسمانوں کو عبور کرتے ہوئے کائنات کے آخری سرے تک پہنچ گئے اور مقامِ آخرت کے مناظر اور عجائبات آپ ﷺ کو دکھلائے گئے۔

## عالمِ برزخ کی مثال

عالمِ برزخ کو سمجھنے کے لئے علماء نے ایک مثال دی ہے، جیسے سویا ہوا آدمی خواب دیکھتا ہے، بعض مرتبہ عجیب وغریب خوشی کے مناظر دیکھتا ہے، بڑے بڑے محلات نظر آئے، لوگوں کا ہجوم ہے، بڑا زبردست فنکشن ہو رہا ہے، بہترین قسم کے کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں، اور دوستوں کے ساتھ مزے لیکر کھا رہا ہے۔

اور کبھی غم اور پریشان کُن مناظر دیکھتا ہے، موت کا منظر دیکھتا ہے، گھر میں کسی عزیز کی موت واقع ہوگئی، اپنے آپ کو جیل خانے میں دیکھتا ہے، کبھی کوئی سنگین حادثہ مثلاً آگ لگ گئی اور بڑا بھاری نقصان ہوگیا یا ایکسیڈنڈ ہوگیا......

یہ سارے مناظر سویا ہوا آدمی خواب میں دیکھتا ہے، اچھے خواب پر خوش ہوتا ہے اور برے خواب پر غمزدہ ہوتا ہے......مگر اس کے پاس بیٹھا ہوا آدمی اس کو ذرا بھی محسوس نہیں کرتا...... عالمِ برزخ کا معاملہ اسی طرح ہے، روح کے ساتھ جزا اور سزا کے سارے معاملات ہوتے ہیں مگر دوسرے لوگوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا، خواب کی مثال صرف سمجھانے کے لئے دی گئی ہے، خواب میں جو کچھ ہوتا ہے وہ حقیقت نہیں رکھتا مگر عالمِ برزخ میں انسانی روح پر جزا اور سزا کا جو معاملہ ہوتا ہے وہ حقیقتاً ہوتا ہے۔

## دورانِ سفر عالمِ برزخ کے مناظر

بہر حال آپ ﷺ کو دورانِ سفر بہت سارے عجائبات عالمِ برزخ کے دکھلائے گئے، آپ ﷺ براق پر سوار جا رہے ہیں کہ ایک منظر یہ دیکھا کہ ایک بڑھیا کھڑی ہے، جو آپ کے قریب ہو رہی ہے، اور آواز دے رہی ہے۔

حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا آگے بڑھئے، ادھر مت توجہ دیجئے، آپ چلتے رہے آگے ایک بوڑھا ملا، جو آپ ﷺ کو اپنی طرف بلا رہا تھا کہ محمد ﷺ ادھر آیئے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا چلتے رہئے، ادھر مت مڑیئے، پھر آگے چلے، تو آپ ﷺ کا گذر ایک جماعت پر ہوا، جس نے آپ ﷺ کو اس طرح سلام کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ یَا آخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ یَا حَاشِرُ.

جبرئیل علیہ السلام نے کہا انہیں سلام کا جواب دیجئے۔

پھر بتلایا کہ پیارے آقا! وہ جو بڑھیا آپؐ نے دیکھی تھی، وہ دنیا تھی، اس کی عمر اب اتنی ہی رہ گئی ہے جتنی ایک بڑھیا کی رہ جاتی ہے، اور وہ بوڑھا جو آپؐ کو بلا رہا تھا وہ شیطان ابلیس تھا، وہ دونوں آپؐ کو اپنی طرف مائل کر رہے تھے، اگر آپ ان کی طرف التفات کرتے تو آپؐ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

آپ ﷺ نے التفات نہیں کیا، تب بھی ہمارا یہ حال ہے کہ دنیا پر مر مٹ رہے ہیں، دین سے دور ہو رہے ہیں، اگر آپ ﷺ التفات کرتے تو اللہ جانے کیا حال ہوتا؟

پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ جو جماعت ملی تھی، جس نے آپ ﷺ کو سلام کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ (۱)

---

(۱) دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۲/۳۶۲

## راہِ خدا میں جہاد اور مال خرچ کرنے کی صورتِ مثالی

دورانِ سفر راستہ میں ایک ایسی قوم پر گذر ہوا، جو اپنے کھیتوں میں بیج بو رہے ہیں اور ایک ہی دن میں وہ کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، اور ایک ہی دن میں وہ کاٹ کر غلہ جمع کر لیتے ہیں اور کاٹنے کے بعد وہ کھیتیاں پھر ویسی ہی ہو جاتی ہیں جیسے پہلے لہلہا رہی تھی۔

**فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا جِبْرِیْلُ مَاھٰذَا؟**

حضور ﷺ نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ماجرا ہے؟

حضرت جبرئیل نے کہا:

**هٰؤُلَاءِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ تُضَاعَفُ لَهُمُ الْحَسَنَةُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَمَا اَنْفَقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ**

یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں، ان کی ایک نیکی پر سات سو گنا دیا جاتا ہے، اور یہ لوگ جو کچھ بھی راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہترین نعم البدل عطا فرماتا ہے۔(۱)

راہِ خدا میں خرچ کی فضیلت اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرماتے ہیں۔

**مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِی کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِأَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ.**(۲)

ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک

---

(۱) ترغیب ترہیب رقم الحدیث ۵۵۳۴

(۲) البقرۃ/۱۶۲

دانہ جس میں سات بالیاں نکلے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی ایک پر سات سو کے بقدر) اور اللہ جس کے لئے چاہتے ہیں اور بڑھاتے ہیں۔

آپ ﷺ کو عالمِ برزخ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کی صورتِ مثالی دکھائی گئی۔

## زکوۃ ادا نہ کرنے کا وبال اور اس کی صورتِ مثالی

پھر آپ ﷺ آگے بڑھے

**ثُمَّ اَتَیٰ عَلٰی قَوْمٍ عَلی اَقْبَالِھِمْ رِقَاعٌ وَعَلٰی اَدْبَارِھِمْ رِقَاعٌ یَسْرَحُوْنَ. کَمَاتَسْرَحُ الْاِبِلُ وَالنَّعَمُ وَیَأْکُلُوْنَ الضَّرِیْعَ وَالزَّقُّوْمَ وَرَضْفَ جَھَنَّمَ وَحِجَارَتَھَا.**

ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں، اور اونٹ، بیل اور جانوروں کی طرح وہ چر رہے ہیں اور ضریع، زقوم، جہنم کے کانٹے اور پتھر کھا رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا:

**مَا ھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْل!** جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

**ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ لَایُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِھِمْ وَمَاظَلَمُھُمُ اللّٰہُ شَیْئًا**

یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے، اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ (یہ اپنے کئے کا بھگت رہے ہیں) (۱)

(۱) ترغیب ترہیب رقم ۵۵۳۴، تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸

## زنا اور بدکاری کی صورت مثالی

پھر آپ ﷺ آگے بڑھے

ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ لَحْمٌ نَضِیْجٌ فِی قِدْرٍ وَلَحْمٌ آخَرُ نَيٌّ خَبِیْثٌ فَجَعَلُوْا یَاکُلُوْنَ مِنَ النَّیِّ الْخَبِیْثِ وَیَدَعُوْنَ النَّضِیْجَ الطَّیِّبَ

تو ایک ایسی قوم پر گذر رہوا، جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت رکھا ہے، اور دوسری ہانڈی میں کچا اور گندا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے، لیکن یہ لوگ کچا اور سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں، اور پکے ہوئے صاف ستھرے گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا......

مَاھٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْلُ؟ جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

ھٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِکَ تَکُوْنُ عِنْدَہُ الْمَرْأَۃُ الْحَلَالُ الطَّیِّبُ فَیَأتِی امْرَأَۃً خَبِیْثَۃً فَیَبِیْتُ عِنْدَھَا حَتّٰی یُصْبِحَ وَالْمَرْأَۃُ تَقُوْمُ مِنْ عِنْدِ زَوْجِھَا حَلَالاً طَیِّباً فَتَأْتِی رَجُلاً خَبِیْثاً فَتَبِیْتُ مَعَہُ حَتّٰی تُصْبِحَ

یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو اپنی حلال اور پاکیزہ بیویوں کو چھوڑ کر گندی عورتوں کے پاس رات گذارتے تھے، اسی طرح آپ ﷺ کی امت کی وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال اور پاک شوہروں کو چھوڑ کر گندے اور ناپاک مردوں کے ساتھ راتیں گذارتی تھیں۔(۱)

(۱) مجمع الزوائد للبیھقی رقم ۲۳۴، تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸

## غیبت کا وبال اوراس کی صورتِ مثالی

پھر راستہ میں آپ ﷺ نے ایک منظر دیکھا، ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ لوگ اپنے چہروں اور سینوں کو ناخنوں سے چھیلتے تھے۔

آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا، جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کرتے تھے، اچھے بھلے لوگوں کی عزتیں نیلام کرتے تھے۔

غیبت کا یہ وبال ہے جس کی صورتِ مثالی آپ ﷺ کو دکھلائی گئی۔

## نماز چھوڑنے کا وبال اوراس کی صورتِ مثالی

پھر آپ ﷺ آگے بڑھے

**ثُمَّ اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ تُرْضَخُ رُؤُوْسُهُمْ بِالصَّخْرِ كُلَّمَا رُضِخَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ وَلَا يُفْتَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئٌ**

تو ایسی قوم پر گذر ہوا، جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں، سروں پر پتھر آ کر گر رہے ہیں، سر پھوٹ جاتے ہیں، پھر صحیح ہو جاتے ہیں، پھر پتھروں سے کچلے جاتے ہیں، اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے، بند نہیں ہوتا۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا...... **مَا هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟** جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَتَثَاقَلُ رُؤُوْسُهُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ

یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں، جن کے سروں پر فرض نمازوں کا بوجھ پڑتا تھا، وہ نمازیں چھوڑ دیتے تھے، سستی کرتے تھے۔(۱)

## سود کا وبال اور اس کی صورتِ مثالی

پھر راستہ میں ایک اور عجیب وغریب منظر آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ راستہ میں لیٹے پڑے ہیں، ان کے پیٹ بڑے مٹکے جیسے ہیں، جیسے کمرے اور کوٹھری ان میں سانپ اور بچھو لوٹ پوٹ رہے ہیں۔

یہ لوگ اٹھنا چاہتے ہیں مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب پھر گر پڑتے ہیں، اٹھ نہیں پاتے آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے۔

یہ سب عالمِ برزخ کے مناظر ہیں، جو آپ ﷺ کو دکھائے جا رہے ہیں۔

## بے عمل واعظوں کا حال اور اس کی صورتِ مثالی

پھر آپ ﷺ آگے بڑھے

ثُمَّ اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ تُقْرَضُ اَلْسِنَتُهُمْ وَشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ حَدِيْدٍ. كُلَّمَا قُرِضَتْ عَادَتْ كَمَا كَانَتْ وَلَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئٌ.

تو ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے

(۱) تہذیب الآثار للطبری رقم ۲۷۶۸، ترغیب ترہیب رقم ۵۵۳۴

جارہے ہیں، جب پورے کٹ جاتے ہیں، تو پھر پہلے کی طرح صحیح سالم ہو جاتے ہیں اور پھر کاٹے جاتے ہیں، اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا ہے، رکتا نہیں۔

آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا...... **مَاهٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟** جبرئیل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

**هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ**...... یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب و واعظ ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے، فتنہ میں ڈالتے تھے، نصیحتیں کرتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔(۱)

## حقوق العباد ذمہ میں باقی رکھنے کی صورتِ مثالی

پھر آپ ﷺ آگے بڑھے

**ثُمَّ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ جَمَعَ حَزْمَةً عَظِيْمَةً لَا يَسْتَطِيْعُ حَمْلَهَا وَهُوَ يَزِيْدُ عَلَيْهَا**

تو ایک ایسے آدمی پر گذر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھر جمع کر رکھا ہے، اتنا بھاری ہے کہ اٹھا بھی نہیں سکتا، اس کے باوجود اس کو بڑھا رہا ہے۔

آپ ﷺ نے پوچھا...... **مَاهٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟** جبرئیل علیہ السلام! یہ کیا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

**هٰذَا الرَّجُلُ مِنْ اُمَّتِكَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ اَمَانَاتُ النَّاسِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى اَدَائِهَا وَهُوَ يَزِيْدُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا**

(۱) ترغیب ترہیب رقم ۳۴ ۵۵، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت حقوق اور امانتیں ہیں جس کی ادائیگی پر وہ قادر نہیں ہے، اس کے باوجود وہ اور بوجھ اپنے اوپر بڑھا رہا ہے۔(۱)

## جنت کی آواز اور اس کی اپنے رب سے درخواست

ثُمَّ اَتٰی عَلٰی وَادٍ...... پھر آپ ﷺ کا گذر ایک وادی پر ہوا فَوَجَدَ رِیْحاً طَیِّبَةً بَارِدَةً وَرِیْحَ مِسْكٍ......اور وہاں آپ ﷺ نے ایک ٹھنڈی پاکیزہ ہوا اور مشک کی خوشبو پائی اور وہاں آپ ﷺ نے ایک آواز سنی، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ جنت کی آواز ہے جو یوں کہہ رہی ہے۔

يَارَبِّ اِيْتِنِیْ بِمَا وَعَدتَّنِي فَقَدْ كَثُرَتْ غُرَفِيْ وَاسْتَبْرَقِيْ وَحَرِيْرِيْ وَسُنْدُسِيْ وَعَبْقَرِيْ وَلُؤْ لُؤِيْ وَمَرْجَانِيْ وَفِضَّتِيْ وَذَهَبِيْ وَأَكْوَابِيْ وَصِحَافِيْ وَاَبَارِيْقِيْ وَمَرَاكِبِيْ وَعَسَلِيْ وَمَائِيْ وَلَبَنِيْ وَخَمْرِيْ فَأْتِنِيْ مَا وَعَدتَّنِيْ.

اے رب! آپ نے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے دے دیجئے، کیونکہ میرے بالاخانے، استبرق، ریشم، سندس، عبقری، موتی، مونگے، چاندی، سونا، گلاس، تشتریاں، دستہ دار کوزے، مرکب، شہد، پانی، دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں کہ اب میرے وعدے کی چیز (یعنی جنتی لوگ) مجھے دیدیجئے (تا کہ وہ ان نعمتوں میں مزے اڑائیں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا

(۱) ترغیب ترہیب رقم ۵۵۳۴ و مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

لَکَ کُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ

تیرے لئے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت اور مومن مرد اور مومن عورت ہے، اور وہ جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے، اور میرے ساتھ شرک نہ کرے، میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اور جو مجھ سے ڈرے گا وہ امن میں رہے گا اور جو مجھ پر توکل کریگا، میں اس کی کفایت کرونگا، میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں وعدہ خلافی نہیں کرتا، بے شک مومنوں کو کامیابی حاصل ہوئی، اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہیں، بابرکت ہیں۔

جنت نے یہ سب باتیں سنکر کہا ''رَضِیتُ'' میں راضی ہوگئی۔(۱)

## جہنم کی آواز اور اس کی رب سے درخواست

ثُمَّ اَتٰی عَلٰی وَادٍ...... پھر آپ ﷺ کا گذر ایک دوسری وادی پر ہوا، وہاں آپ ﷺ نے ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس کی، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ! یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے۔

يَارَبِّ اِيْتِنِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ فَقَدْ كَثُرَتْ سَلَاسِلِيْ وَاَغْلَالِيْ وَسَعِيْرِيْ وَحَمِيْمِيْ وَضَرِيْعِيْ وَ غَسَّاقِيْ وَعَذَابِيْ وَقَدْ بَعُدَ قَعْرِيْ وَاشْتَدَّ حَرِّيْ فَأْتِنِيْ مَاوَعَدْتَّنِيْ.

اے میرے رب! آپ نے مجھے جس چیز کا وعدہ کیا ہے (دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھے عطا فرمایئے، کیونکہ میری زنجیریں، طوق، شعلے، گرم پانی، پیپ، ضریع، غساق اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے ہیں، میری گہرائی بہت زیادہ ہوگئی

(۱) مجمع الزوائد رقم ۲۳۵، سبل الہدیٰ والرشاد ج ۳/۸۱، ترغیب ترہیب رقم ۵۵۳۴

ہےاور گرمی بہت تیز ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔

لَکَ کُلُّ مُشْرِکٍ وَمُشْرِکَۃٍ وَکَافِرٍ وَکَافِرَۃٍ وَکُلُّ خَبِیْثٍ وَخَبِیْثَۃٍ وَکُلُّ جَبَّارٍ لَایُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ.

تیرے لئے ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر خبیث اور خبیثہ اور ہر وہ متکبر جو آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا، دوزخ نے یہ باتیں سنکر کہا''رَضِیْتُ'' میں راضی ہوگئی۔(۱)

## بیت المقدس میں وُرُودِ مسعود

غرض اس شان کے ساتھ آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے اور براق سے نیچے اترے، مسلم کی روایت میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے براق کو بیت المقدس میں چٹان پر ایک حلقہ بنا ہوا تھا اس حلقہ سے باندھ دیا، یہ وہ حلقہ تھا جس سے انبیاء علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے سوراخ کر کے براق باندھا...... ممکن ہے لمبا زمانہ ہو جانے کی وجہ سے وہ سوراخ بند ہوگیا ہو اور جبرئیل علیہ السلام نے انگلی سے وہ سوراخ نمودار کیا ہو، پھر حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام دونوں نے باندھا ہو۔

## بیت المقدس کے قریب حورِعین کی زیارت وگفتگو

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت المقدس میں اس مقام پر پہنچے جس کو بابِ محمد کہتے ہیں، تو براق کو باندھ کر حضور ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام دونوں

(۱) مجمع الزوائد رقم ۲۳۵، سبل الہدی والرشاد ج ۳/۸۱، ترغیب ترہیب رقم ۵۵۳۴

مسجد کے صحن میں پہنچے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ ! کیا آپ ﷺ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ ﷺ کو حور عین دکھائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں!

حضرت جبرئیل نے کہا، ان جنتی عورتوں کے پاس جایئے اور ان کو سلام کریں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے سلام کیا، تو ان جنتی حوروں نے میرے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو؟

انہوں نے کہا ہم نیک ہیں، حسین ہیں، اور ایسے مردوں کی بیویاں ہیں جو پاک وصاف ہیں، میلے نہ ہونگے اور ہمیشہ رہیں گے، کبھی جنت سے جدا نہ ہوں گے، اور ہمیشہ زندہ رہیں گے، کبھی نہ مریں گے۔(۱)

## بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے استقبال میں

غرض براق کو باندھ کر آپ ﷺ اور جبرئیل بیت المقدس میں داخل ہوئے، آپ ﷺ کی تشریف آوری کی تقریب میں پہلے سے انبیاء علیہم السلام استقبال کے لئے آپ ﷺ کے انتظار میں تھے، اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو پہلے سے مسجدِ اقصیٰ میں بھیج دیا کہ جاؤ میرا محبوب مسجدِ اقصیٰ سے ہوتا ہوا میرے پاس آرہا ہے، آپ سب استقبال کرو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ میں داخل ہوکر میں نے اور جبرئیل علیہ السلام نے دو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی، اور میں نے مسجد میں انبیاء علیہم السلام کو

(۱) تذکرۃ الحبیب فی تسہیل نشر الطیب ص ۷۵

دیکھا، کوئی رکوع میں ہے، کوئی قیام میں ہے، اور کوئی سجدہ میں ہے۔

## مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت

روایتوں میں ہے کہ پھر ایک مؤذن نے اذان دی، اس کے بعد تکبیر کہی گئی اب سب منتظر تھے کہ نماز کون پڑھائے؟ جماعتِ انبیاء علیہم السلام کی امامت کون کریگا؟ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بعض فرشتے بھی مقتدی تھے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیلِ امین نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے امامت کے لئے آگے بڑھایا، میں نے سب کو نماز پڑھائی......اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی سیادت و امامت کا حسی نمونہ بھی دکھلا دیا۔

جب نماز سے فراغت ہوئی تو جبرئیلِ امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے کہا نہیں معلوم۔

جبرئیلِ امین نے کہا جتنے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں، سب نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آمد پر فرشتے بھی آسمان سے اترے تھے، حضور ﷺ نے انبیاء اور ملائکہ سب کی امامت کروائی۔

**فَلَمَّا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ قَالُوْا يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟**

جب نماز پوری ہوگئی تو فرشتوں نے کہا کہ جبرئیل! یہ تمہارے ساتھ عظیم ہستی کون ہے؟

جبرئیلِ امین نے کہا یہ محمد ﷺ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جبرئیلِ امین نے کہا...... **مُحَمَّدٌ رَسُوْلٌ خَاتَمُ**

النّبِیِّین، یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔

فرشتوں نے پوچھا...... اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ......کیاان کے پاس بلانے کا پیغام بھیجا گیا تھا؟

جبرئیل نے کہاہاں! تو فرشتوں نے کہا

**حَیَّاہُ اللّٰہُ مِنْ اَخٍ وَمِنْ خَلِیْفَۃٍ فَنِعْمَ الْاَخُ وَنِعْمَ الْخَلِیْفَۃُ وَنِعْمَ الْمَجِیْٔ جَاءَ**

اللہ ان پر سلام نازل کرے، بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں اور ان کا آنا مبارک ہو۔(۱)

پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات فرمائی، سب نے آپ ﷺ کی آمد پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی (اور استقبالیہ تقریریں کیں)

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان الفاظ میں استقبالیہ تقریر کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَاَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَجَعَلَنِیْ اُمَّۃً قَانِتًا یُؤْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَھَا لِیْ بَرْدًا وَسَلَاماً.**

تمام تعریفیں اس اللہ جل جلالہ کی ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا، اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا، اور مجھے امام وپیشوا بنایا جس کی اقتدا کی جائے؟ اور مجھے آگ سے بچایا اور آگ کو میرے حق میں ٹھنڈک والی اور سلامتی والی بنایا۔(۲)

(۱) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵
(۲) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَلَّمَنِي تَکْلِيْمًا وَجَعَلَ هَلَاکَ آلِ فِرْعَوْنَ وَنَجَاةَ بَنِي اِسْرَائِيْلَ عَلٰى يَدَیّ وَجَعَلَ مِنْ اُمَّتِي قَوْمًا يَهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ.**

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے مجھ سے بلاواسطہ کلام فرمایا، مجھے کلیم بنایا، اور قوم فرعون کی ہلاکت وتباہی اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھوں پر ظاہر فرمائی، اور میری امت میں ایسی قوم بنائی جو حق کی رہبری کرتی ہے، اور حق کے ساتھ انصاف کرتی ہے۔(۱)

## حضرت داؤد علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ لِیْ مُلْکًا عَظِيْمًا وَعَلَّمَنِیَ الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ لِیَ الْحَدِيْدَ وَسَخَّرَلِیَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَاَعْطَانِیَ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ**

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا، اور مجھے زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو نرم کردیا اور پہاڑوں اور

(۱) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۲ ۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

پرندوں کو میرے لئے مسخر اور تابع کر دیا کہ میرے ساتھ تسبیح پڑھیں اور مجھے علم وحکمت عطا فرمائی اور خطاب اور فیصلے کا ملکہ عطا فرمایا۔(۱)

## حضرت سلیمان علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَلِیَ الرِّيَاحَ وَسَخَّرَلِیَ الشَّيَاطِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مَاشِئْتَ مِنْ مَحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَارِ وَقُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ وَعَلَّمَنِيْ مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَآتَانِيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَضْلًا وَسَخَّرَلِیْ جُنُوْدَ الشَّيَاطِيْنِ وَالْاِنْسَ وَالطَّيْرَ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَآتَانِيْ مُلْكًا عَظِيْمًا لَايَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ وَجَعَلَ مُلْكِيْ مُلْكًا طَيِّبًا لَيْسَ فِيْهِ حِسَابٌ.

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے ہوا، شیاطین اور جناتوں کو میرے لئے مسخر اور تابع کر دیا۔

اور پرندوں کی بولی مجھے سکھائی اور ہر چیز میں ایک خاص حصہ مجھے عطا کیا اور شیاطین اور انسان اور پرندوں کو میرے لئے مسخر کیا، اور اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر مجھے خاص شرف وفضل بخشا اور مجھے ایسی بڑی حکومت عطا فرمائی، جو میرے بعد کسی کے لئے نہ ہوگی اور میری حکومت وسلطنت کو ایسا پاکیزہ بنایا جس پر کوئی حساب وکتاب نہ ہوگا۔(۲)

(۱) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

(۲) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی استقبالیہ تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ كَلِمَةً وَجَعَلَ مَثَلِيْ مَثَلَ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ وَعَلَّمَنِي الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ وَجَعَلَنِيْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَانْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَجَعَلَنِيْ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِي الْمَوْتٰى بِاِذْنِهٖ وَرَفَعَنِيْ وَطَهَّرَنِيْ وَاَعَاذَنِيْ وَاُمِّيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْنَا سَبِيْلٌ.

تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے کلمہ بنایا اور حضرت آدم کی طرح مجھ کو بغیر باپ کے پیدا کیا کہ آدم علیہ السلام کی صورت مٹی سے بنا کر حکم دیا زندہ ہو جا، اور مجھے تورات وانجیل کا علم عطا فرمایا اور حکمت سے نوازا، اور مجھے ایسا معجزہ دیا کہ مٹی کی چڑیا بنا کر اس میں پھونک ماروں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن کر اڑنے لگے، اور مجھے مردوں کو زندہ کرنے، مادرزاد اندھوں کو اور کوڑھی کو اچھا کرنے کا معجزہ عطا کیا اور مجھے آسمان پر اٹھالیا، اور مجھے کافروں کی صحبت سے پاک کیا اور مجھ کو اور میری ماں کو شیطان کے اثر سے محفوظ رکھا کہ شیطان کا ہم پر کوئی اثر نہ ہو۔(۱)

(۱) تہذیب الاثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۲، ۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

# حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تقریر اور حمدِ باری تعالیٰ

پھر محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان فرمائی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**كُلُّكُمْ اَثْنٰى عَلٰى رَبِّهٖ وَاِنِّي مُثْنٍ عَلٰى رَبِّيْ**......تم سب نے اپنے رب کی تعریف بیان کی اور میں بھی اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرونگا، پھر آپ ﷺ نے ان الفاظ میں حمد وثنا بیان کی۔

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَنِيْ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ وَكَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَانْزَلَ عَلَيَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ بَيَانٌ لِكُلِّ شَيْئٍ وَجَعَلَ اُمَّتِيْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِيْ اُمَّةً وَسَطاً وَجَعَلَ اُمَّتِيْ هُمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَشَرَحَ لِيْ صَدْرِيْ وَوَضَعَ وِزْرِيْ وَرَفَعَ لِيْ ذِكْرِيْ وَجَعَلَنِيْ فَاتِحًا وَخَاتِماً.**

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر اور تمام عالم کے لئے بشیر ونذیر (بشارت دینے والا اور ڈرانے والا) بنا کر بھیجا، اور مجھ پر حق وباطل میں فرق کرنے والی کتاب اتاری، جس میں تمام امور دینیہ کا بیان ووضاحت ہے، (صراحۃً یا اشارۃً یا دلالۃً) اور میری امت کو بہترین امت بنایا جس کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نکالا اور میری امت کو معتدل امت بنایا، اور میری امت کو اولین وآخرین بنایا یعنی دنیا میں آنے میں آخر اور مرتبہ میں اول، اور میرے سینہ کو کھولا اور میرے نام کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔(۱)

(۱) تہذیب الآثار للطبری رقم ۲۷۶۸، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۲ ۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تائیدی اور آخری کلمات

حضور ﷺ کی حمد وثنا کو سن کر ...... جس میں اللہ تعالیٰ کے گونا گوں الطاف وعنایات آپ ﷺ کی خصوصیات، آپ ﷺ کی جامعیت واکملیت اور فضل وشرف کا ذکر تھا...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے صفات وکمالات کی سب کے سامنے تائید کی اور آپ ﷺ کے فضل وکمال کا اعتراف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا **بِهٰذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدٌ** ﷺ ...... اسی (فضل وکمال) کے سبب محمد ﷺ تم سب سے بڑھ گئے۔(۱)

## بیت المقدس سے فراغت پر چار پیالے پیش کئے گئے

جب آپ ﷺ بیت المقدس سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے، تو تین پیالے آپ ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے، ایک پانی کا ایک دودھ کا اور ایک شراب کا، آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ اختیار کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا ہے، اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

اور بعض روایات میں ہے کہ شہد کا پیالہ بھی پیش کیا گیا اور آپ نے اس میں سے بھی کچھ پیا۔(۱)

## چار چیزوں میں دودھ اختیار کرنے کی حکمت

روایتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیالے چار تھے، دودھ، شہد، شراب، پانی، کسی نے دو کہے، اور کسی نے تین کا ذکر کیا، ...... ہوسکتا ہے کہ پیالے

(۱) تہذیب الآثار للطبری رقم ۶۸ ۲۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ج/۲ ۴۰۰، مجمع الزوائد رقم ۲۳۵

(۲) سیرت مصطفےٰ ج/۱ ۲۹۹

تین ہوں، ایک پیالے میں پانی ہو جو مٹھاس میں شہد جیسا ہو، تو کبھی اس کو شہد کہہ دیا ہو، کبھی پانی۔

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں، ایک یہ کہ شراب حرام چیز ہے تو وہ کیوں پیش کی گئی؟ دوسری بات کہ آپ ﷺ نے دودھ ہی اختیار کیا اور باقی چیزوں کو رد کر دیا، اس میں کیا حکمت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر صورت میں شراب اس وقت تک حرام نہ تھی کیونکہ شراب مدینہ میں حرام ہوئی ہے مگر سامانِ فرحت ضرور ہے اس لئے دنیا کے مشابہ ہے، اس لئے آپ ﷺ نے اختیار نہ کیا، یہ وجہ ہے شراب اختیار نہ کرنے کی، شہد بھی اکثر لذت کے لئے پیا جاتا ہے، غذا کے لئے نہیں پیا جاتا، تو یہ بھی زائد چیز ہے، اور اس میں دنیوی لذت کی طرف اشارہ ہے، اور پانی بھی غذا کا مددگار ہے غذا نہیں ہے، جس طرح دنیا دین کی مددگار ہے مقصود نہیں، یہ وجہ ہوئی شہد اور پانی کو اختیار نہ کرنے کی، اور دین سے خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا کہ دودھ سے غذائے جسمانی مقصود ہے اور غذائیں اگر چہ اور بھی ہیں مگر دودھ کو اوروں پر ترجیح اس لئے ہے کہ کھانے اور پینے دونوں کا کام دیتا ہے، یہ وجہ ہوئی دودھ کے اختیار کرنے کی۔

اسی طرح بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیالے سدرۃ المنتہیٰ کے بعد پیش کئے گئے، تو حافظ ابن کثیرؒ نے صراحت کی ہے کہ یہ پیالوں کا پیش کرنا دو مرتبہ ہوا، ایک بیت المقدس سے فراغت پر اور ایک سدرۃ المنتہیٰ کے بعد۔(۱)

☆☆☆

(۱) تذکرۃ الحبیب فی تسہیل نشر الطیب ص ۸۱

# معراج کا سفر

حصہ دوم

بیت المقدس

سے

عالم بالا تک

# فرشتوں کی معیت میں آسمانی سفر

بیت المقدس کی تمام کارروائیوں سے فراغت پر آپ ﷺ کا آسمانی سفر شروع ہوا، گویا یہ سفر دو حصوں میں ہوا، پہلا حصہ گھر سے بیت المقدس تک، جس کو اسرا کہتے ہیں، اور دوسرا بیت المقدس سے عالم بالا تک، جس کو معراج کہتے ہیں، کبھی معراج اسراء اور معراج دونوں سفروں پر بھی بولا جاتا ہے۔

بہرحال آپ ﷺ کا آسمانی سفر شروع ہوا، یہ سفر کیسے ہوا؟

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ براق سے ہی آپ ﷺ نے آسمانی سفر طے کیا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت الفردوس سے ایک زمرد وزبرجد کی سیڑھی (مثل لفٹ کے) لائی گئی، جس کی دائیں بائیں اور اوپر تلے فرشتے گھیرے ہوئے تھے، اس سیڑھی سے آپ ﷺ نے سفر کیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا۔

**اُتِیَ بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ اَرَشَیْئًاقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ**......تو ایک سیڑھی لائی گئی جو اتنی خوبصورت تھی کہ اس سے بہتر میں نے کوئی سیڑھی نہیں دیکھی۔

**وَهُوَ الَّذِیْ یَمُدُّ اِلَیْهِ مَیِّتُکُمْ اِذَاحَضَرَ** ...... یہ وہی سیڑھی تھی جس پر انسانوں کی روحوں کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے، اسی لئے انسان کی روح نکلتے وقت اس کی نگاہ جو اوپر اٹھی رہتی ہے وہ اسی سیڑھی کی طرف لگی رہتی ہے۔

ممکن ہے کہ براق پر سوار ہو کر سیڑھی سے سفر کیا ہو، جیسا کہ بعض علماء کا قول

ہےاور یہ بھی ممکن کہ کچھ سفر براق سے اور کچھ سفر سیڑھی سے ہوا ہو...... جیسے کوئی معزز مہمان ہوتا ہے تو اس کے سامنے کئی سواریاں پیش کی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم

## پہلے آسمان پر عروج

حضور ﷺ فرماتے ہیں

**فَأَصْعَدَنِي فِيهِ صَاحِبِي**...... مجھے میرے ساتھی نے اس سیڑھی پر چڑھایا یہاں تک کہ میں آسمان کے ایک دروازے پر پہنچا...... **يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفَظَةِ**...... پہلے آسمان کے اس دروازے کا نام باب الحفظہ ہے، پہلے آسمان کا جو محافظ فرشتہ ہے...... **يُقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيلُ**...... اس کا نام اسماعیل ہے۔

**تَحْتَ يَدِهِ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ مَلَكٍ**...... اس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں...... **وَتَحْتَ يَدِ كُلِّ مِنْهُمْ اِثْنَاعَشَرَ اَلْفَ مَلَكٍ**...... ان بارہ ہزار میں سے ہر ایک کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

**فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ**......

پس جبرئیل مجھے لیکر پہلے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا......

**قِيلَ مَنْ هٰذَا**...... پہلے آسمان کے محافظ فرشتے نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبرئیل۔

اس نے پوچھا، **وَمَنْ مَعَكَ**...... اور تمہارے ساتھ کون ہے؟

**قَالَ مُحَمَّدٌ** ﷺ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ ہیں۔

اس نے پوچھا...... **وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ**...... کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں! تو اس فرشتے نے کہا۔

مَرْحَبًا بِهِ نِعْمَ الْمَجِيئُ جَاءَ وَفَتَحَ......

مرحبا خوش آمدید اور دروازہ کھول دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں...... فَخَلَصْتُ فَاِذَا فِيهَا آدَمُ ......میں پہلے آسمان میں داخل ہوا، تو میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے کہا......هٰذَا اَبُوْكَ آدَمُ... یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔

میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا...... مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ......مرحبا صالح بیٹے اور صالح نبی کو۔(۱)

## حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں صورتیں

میں نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں بائیں جانب کچھ صورتیں ہیں، جب آپ دائیں جانب نظر ڈالتے ہیں، تو ہنستے ہیں، خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب نظر ڈالتے ہیں تو روتے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور دائیں بائیں جانب جو صورتیں ہیں، یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں، دائیں طرف والے جنتی اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں، اس لئے آدم علیہ السلام دائیں طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

(۱) بخاری باب المعراج رقم الحدیث ۳۶۷۴، سنن کبریٰ للبیہقی رقم الحدیث ۲۲۹، صحیح ابن حبان کتاب الاسراء رقم ۴۸

ایک روایت میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں طرف ایک دروازہ ہے، جس میں سے خوشبودار ہوا آتی ہے اور ایک دروازہ بائیں جانب ہے، جس میں سے بدبودار ہوا آتی ہے، جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو مغموم اور رنجیدہ ہوتے ہیں۔

## حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کا راز

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کروائی گئی، اس میں اشارہ تھا ہجرت کی طرف کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ایک دشمن شیطان کی وجہ سے آسمان سے اور جنت سے زمین کی طرف ہجرت کرنی پڑی، اسی طرح آپ ﷺ کو بھی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنی ہوگی۔

اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے اصلی وطن جنت سے جدائی طبعًا شاق گذری...... اسی طرح آپ ﷺ کو بھی اپنے اصلی وطن سے جدائی شاق گذرے گی۔(۱)

چنانچہ روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ جب ہجرت فرمانے لگے تو مکہ مکرمہ کے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر آپ ﷺ نے آخری نگاہ مکہ پر ڈالی اور اس وقت جو الفاظ زبانِ مبارک سے نکلے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وطن کی جدائی آپ ﷺ پر طبعًا کتنی شاق تھی، اور آپ ﷺ پر کیا کیفیت طاری تھی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

**مَـا اَطْیَبَکَ مِنْ بَلَـدٍ وَاَحَبَّکِ اِلَـیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْـرَجُوْنِیْ**

(۱) سیرت مصطفیٰ ج۱/ ۳۱۷

مَاسَکَنْتُ غَیْرَکِ(۱)

اے مکہ! تو کیا ہی پاکیزہ شہر ہے، اور مجھے بڑا ہی محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے۔(۲)

## دوسرے آسمان پر عروج

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لیکر آگے چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔

قِیْلَ مَنْ ھٰذَا...... پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبرئیل ہوں......

قِیْلَ وَمَنْ مَعَکَ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟

جبرئیل نے کہا محمد ﷺ ہیں، یہاں بھی پوچھا گیا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا یعنی انہیں بلایا گیا ہے، جبرئیل نے کہا ہاں!

فرشتوں نے یہ سنکر کہا خوش آمدید! آپؐ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے اور دروازہ کھولدیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں......

فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِیْھَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی...... جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا، دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔

(۱) ترمذی، باب فی فضل مکۃ رقم ۳۹۲۶، کنزل العمال رقم ۳۴۶۵۶ ترمذی، باب فی فضل مکۃ رقم ۳۹۲۶، کنزل العمال رقم ۳۴۶۵۶

(۲) سیرۃ مصطفیٰ ج ۱/ ۳۶۲

جبرئیل نے تعارف کروایا کہ یہ یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، ان دونوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا۔

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ......خوش آمدید! برادرِ صالح اور نبی صالح۔(١)

## حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان رشتہ

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کی خالہ ہیں، تو حضرت مریم اور حضرت یحییٰ دونوں سگے خالہ زاد بھائی بہن ہیں یعنی حضرت مریم حضرت یحییٰ کی خالہ کی لڑکی ہوئی اور حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ کی خالہ کے نواسے ہوئے، چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے، اس لئے حضرت عیسیٰ کی نانی کو بمنزلہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کے قرار دیا، اس لئے مجازاً حضرت عیسیٰ کو خالہ زاد بھائی فرمایا گیا۔(نشر الطیب)
بلکہ شرعی اصول سے اگر دیکھا جائے تو حضرت مریم اور حضرت یحییٰ جس طرح خالہ زاد بھائی بہن ہوئے اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام بھی خالہ زاد ہیں، یہی شرعی اصول ہے۔

ہمارے عرف کے لحاظ سے حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام ماموں بھانجے ہوتے ہیں، یہ ہندوانہ ریت ہے، غیر مسلم اسی طرح رشتہ داریاں قائم کرتے ہیں، اصول شرع کی رو سے باپ کی بہن پھوپھی ہے، تو دادا کی بہن بھی پھوپھی ہے، اسی طرح پردادا کی بہن بھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک ہر دادا کی بہن پھوپھی ہے اور اس

(١) مسند احمد رقم الحدیث ص ١٧٨٣٥، بخاری باب المعراج رقم الحدیث ٣٦٧٤

کی اولاد پھوپھی زاد ہے، اور ہر پھوپھی سے نکاح حرام ہے اور پھوپھی زاد سے جائز ہے، اسی طرح چچا، ماموں، خالہ وغیرہ رشتوں کو سمجھنا چاہئے ۔(۱)

بہر حال حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام ان دونوں نے حضور ﷺ کو بھائی اس لئے کہا کہ یہ دونوں حضور اکرم ﷺ کے باپ دادا میں سے نہیں ہیں۔

## حضرت عیسی و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات کا راز

حدیث شریف میں ہے

اَنَا اَقْرَبُ النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ

میں تمام انبیاء میں عیسی بن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں دجال کے لئے آسمان سے اتریں گے، اور امتِ محمدیہ میں ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے شریعتِ محمدیہ کو جاری فرمائیں گے......اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اولین وآخرین کو لیکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے شفاعت کبریٰ کی درخواست کریں گے ......ان وجوہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروائی گئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ صرف ان دونوں کے درمیان رشتہ داری کے سبب کروائی گئی۔

نیز اس ملاقات میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ یہود سے آپ ﷺ کو شدید

(۱) تفسیر ہدایت القرآن ج ۵/ ۲۸

تکالیف کا سامنا ہوگا، وہ آپ ﷺ کے قتل کے لئے طرح طرح کے مکر اور حیلے کریں گے، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انہوں نے عداوت و دشمنی کا برتاؤ کیا......مگر اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا اس طرح آپ ﷺ کو بھی ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔(۱)

## تیسرے آسمان پر عروج

بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر مجھے جبرئیل تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا، یہاں بھی اسی طرح کے سوالات و جوابات ہوئے، پوچھا گیا کون ہے؟ آپ کے ساتھ کون ہے؟ کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ وغیرہ، جبرئیل علیہ السلام نے سارے جوابات دیئے۔

تیسرے آسمان کے فرشتوں نے مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں

**فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا يُوْسُفُ**

جب میں تیسرے آسمان میں داخل ہوا تو میں نے وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ اللہ کے حبیب! یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔

میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا......

(۱) سیرت مصطفیٰ ج ۱/ ۳۱۷

مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ......مرحبا خوش آمدید اچھے بھائی اور صالح نبی۔(۱)

ایک روایت میں ہے کہ میں نے وہاں دیکھا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے۔(۲)

ایک روایت میں ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا، جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ حسین ہے، اور لوگوں پر حسن میں ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

## کیا یوسف علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین تھے

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ حسین تھے، علماء نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انسانیت میں خوبصورت ہیں، یعنی یہ جو روایات میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ حسن عطا کیا گیا ہے......تو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام مخلوق مراد ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت اور خوش آواز بنا کر بھیجا لیکن تمہارے نبی سب سے زیادہ خوبصورت اور خوش آواز ہیں۔(۳)

دوسرا جواب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جو حسن دیا گیا تھا وہ حسنِ صباحت تھا

(۱) حوالۂ سابق بخاری و مسند احمد
(۲) مسلم باب الاسراء رقم ۴۲۹
(۳) ترمذی عن انس رضی اللہ عنہ

یعنی گورے پن کے سبب سے حسن، اور حضور ﷺ کا جو حسن تھا وہ حسنِ ملاحت تھا (یعنی چہرے پر نمکیتی کے سبب بہت کشش ہو) ایک حدیث میں اس کی صراحت ہے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ......

**اَنَـا اَمْـلَـحُ وَاَخِـیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ**......کہ میں ملیح ہوں یعنی مجھ میں حسنِ ملاحت ہے، اور میرے بھائی یوسف میں حسنِ صباحت تھا اور ملاحت میں بمقابل صباحت کے کشش اور جاذبیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

## حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا کی تصویر کشی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کے جمالِ جہاں آرا کا جو نقشہ کھینچا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا حسن و جمال کتنا فائق تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

**لَـوَاحِـیْ زلیـخـا لَـوْرَئَـیْـنَ جَبِیْـنَـهٗ**

**لَاٰثَـرْنَ بِـالْـقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَی الْاَیْدِیْ**

کہ بیگماتِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ کاٹ ڈالے، اپنے ہوش کھو بیٹھیں، اگر وہ میرے محبوب ﷺ کو دیکھتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جمالِ جہاں آرا کا نقشہ کھینچ کر حسنِ یوسف اور جمالِ محمدی ﷺ کے درمیان فرق واضح کر دیا کہ حضور ﷺ کا جمال حسنِ یوسف سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔

(۱) تفسیر روح المعانی الجزء ۱۳/ ۷۷

اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسین
تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

## حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کا راز

تیسرے آسمان پر جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کروائی گئی، اس میں اشارہ اس طرف تھا کہ میرے محبوب! یوسف علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی اپنے بھائیوں سے دوچار ہونا پڑے گا، آپؐ بھی تکلیفیں اٹھائیں گے، لیکن بالآخر آپ غالب آئیں گے، جیسے یوسف علیہ السلام غالب آئے...... پھر آپ ان تمام تکلیفیں پہنچانے والوں پر قابو پالیں گے اور ان سے درگذر کریں گے، انہیں معاف کردیں گے، جیسے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے درگذر کیا۔

چنانچہ یہ منظرِ فتحِ مکہ کے موقع پر کھلے عام سب نے دیکھا، اپنوں نے بھی اور پرایوں نے بھی، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کا قابو پالینے کے بعد عفو و درگذر کا معاملہ فرمایا، اور ان تمام لوگوں کو...... جو جانی دشمن تھے، جنہوں نے تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا، مکہ کی سرزمین بھی ابھی وہ ظلم وتعدی کے مناظر نہیں بھولی تھی......اسی خطاب سے مخاطب کیا جس خطاب سے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو مخاطب کیا تھا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

**لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ.**

آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں معاف فرمائے وہ سب رحم کرنے والوں میں بڑا رحم کرنے والا ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

نیز امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام جب جنت میں داخل ہوگی تو یوسف علیہ السلام کی صورت پر ہوگی۔(۱)

## چوتھے آسمان پر عروج

بہرحال پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے آگے لیکر چلے، یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے، اور دروازہ کھلوایا، یہاں بھی وہ سارے سوال وجواب ہوئے جو پہلے آسمانوں میں ہوئے۔

چوتھے آسمان کے فرشتوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے دروازہ کھولدیا، اور کہا بہت اچھا کیا جو آپ تشریف لائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

**فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا اِدْرِیْسُ** ...... جب میں چوتھے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔

میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا۔

**مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ** ...... مرحبا خوش آمدید برادر صالح اور نبی صالح۔(۲)

(۱) ملخص از سیرت المصطفیٰ ج۱/ ۳۱۸
(۲) حوالۂ سابق بخاری ومسند احمد

## حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کا راز

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے جو ملاقات کروائی گئی اس میں اشارہ اس طرف تھا کہ آپ سلاطین اور بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ فرمائیں گے، کیونکہ خط و کتابت کے اول مُوجِد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد شاہانِ عالم کے نام دعوتی خطوط روانہ فرمائے۔

نیز حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں......**وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا**......آیا ہے کہ ہم نے آپ کو بلند مقام پر فائز کیا......تو اس میں اشارہ اس طرف بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ بلند مقام اور رفعت و عظمت عطا فرمائیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردست رفعت و عظمت عطا فرمائی، جس کا غیروں نے بھی اعتراف کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم کے پاس والا نامہ تحریر فرمایا تو شاہِ روم بھی مرعوب ہو گیا، حالانکہ وہ بڑی زبردست اور سوپر طاقت حکومت کا مالک تھا، تقریباً آدھی دنیا پر اس کا اثر و رسوخ تھا......لیکن اس کے باوجود مرعوب ہو گیا، بخاری میں ابوسفیان کا قول نقل کیا گیا ہے، جس وقت شاہِ روم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوالات کئے تھے، ابوسفیان اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، ابوسفیان نے شاہِ روم کا حال اور اس کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا۔

**اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِی کَبْشَۃَ حَتّٰی یَخَافُہٗ مَلِکُ بَنِی الْاَصْفَر**

ابن ابی کبشہ (حضور ﷺ) کا معاملہ زور پکڑ گیا، یہاں تک کہ بنی الاصفر کا بادشاہ (شاہِ روم) بھی اس سے خوف کھاتا ہے۔(۱)

## پانچویں آسمان پر عروج

بہر حال آپ ﷺ پھر آگے بڑھے، حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

**ثُمَّ صَعِدَبِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ**......پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لیکر آگے بڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے، اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبرئیل، پوچھا گیا، **وَمَنْ مَّعَکَ**......تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا......**أَاُرْسِلَ اِلَیْهِ**......کیا ان کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں!

پانچویں آسمان کے فرشتوں نے بھی مرحبا کہتے ہوئے دروازہ کھولدیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں......

**فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِیْهَا هَارُوْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ**......جب میں پانچویں آسمان میں داخل ہوا تو میں نے وہاں ہارون علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔

**مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ**...................خوش آمدید برادر صالح اور نبی صالح۔(۲)

---

(۱) بخاری کیف کان بدء الوحی رقم ص ۷ عن عبداللہ بن عباس مسلم شریف رقم ۴۷۰۷

(۲) حوالۂ سابق بخاری ومسند احمد، سنن کبری بیہقی

## حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات کا راز

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح سامری اور گائے کی پوجا کرنے والوں نے جب ہارون علیہ السلام کے ارشاد پر عمل نہ کیا، جس کا انجام یہ ہوا کہ اس ارتداد کی سزا میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی امت میں بھی کچھ لوگ کفر وشرک پر اڑے رہنے اور ارتداد کے سبب سے مارے جائیں گے۔

چنانچہ جنگِ بدر میں قریش کے ستر سردار مارے گئے، یہ مکہ کے بڑے سردار اور سرغنے تھے حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا۔

''مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دئے'' ستر مارے گئے اور ستر قید ہوئے، اسی طرح عرنیین کو مرتد ہوجانے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

## چھٹے آسمان پر عروج

**ثُمَّ صَعِدَ بِی حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ.....**

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لیکر اوپر چڑھے، یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچ گئے اور دروازہ کھلوایا، یہاں بھی وہ سارے سوالات وجوابات ہوئے۔

چھٹے آسمان کے فرشتوں نے بھی خوش آمدید کہتے ہوئے دروازہ کھولدیا، اور کہا آپ ﷺ نے بہت اچھا کیا جو تشریف لائے۔

**فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا مُوسیٰ**......حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں چھٹے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ اللہ کے نبی! یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔

میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا اور کہا

**مَرْحَباً بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ**......مرحبا برادر صالح اور نبی صالح۔(۱)

## حضور ﷺ کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام رو دیئے

حضور ﷺ فرماتے ہیں......**فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَکٰی**......جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ رو دئے، **فَقِیْلَ مَایُبْکِیْکَ** انہیں پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے؟

**قَالَ اَبْکِیْ لِاَنَّ غُلَاماً بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِہٖ اَکْثَرُ مِمَّنْ یَّدْخُلُھَا مِنْ اُمَّتِیْ.**

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے، ان کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے لوگوں سے زیادہ ہوں گے، تو مجھے اپنی امت پر حسرت ہے کہ انہوں نے میری ایسی اطاعت نہ کی جس طرح محمد ﷺ کی امت آپ ﷺ کی اتباع کریگی، اس لئے میری امت کے ایسے لوگ جنت سے محروم رہے تو ان کے حال پر رونا آتا ہے۔(۲)

(۱) حوالۂ سابق

(۲) بخاری شریف رقم ۳۸۸۷، ابن حبان رقم ۴۸، معجم کبیر طبرانی رقم ۱۵۹۴۲، مسند احمد ص ۸۸۳۵

## موسیٰ علیہ السلام کا رونا غِبطَہ اور رشک کے طور پر تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رونا آ گیا، یہ بات یاد کر کے کہ محمد ﷺ کی امت کے لوگ آپ کی اتباع کر کے بڑی تعداد میں جنت میں جائیں گے، اور میری امت کے لوگ ان کے مقابلہ میں جنت میں بہت کم تعداد میں ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا غِبطَہ اور رشک کے طور پر تھا، کہ کاش میری امت بھی میری اتباع کر کے جنت کی زیادہ سے زیادہ مستحق ہوتی، مگر نہ ہوسکی تو اپنی امت پر حسرت وغم اور امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی کثرت پر رشک کے طور پر رونا تھا۔

رشک وغبطہ کہتے ہیں دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ کاش میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی، جیسے اس کے پاس ہے، اور اس کے مقابل میں حسد ہے، حسد کہتےہیں دوسرے کے پاس نعمت دیکھ کر جلنا اور اس کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا، چاہے اپنے کو حاصل ہو یا نہ ہو یہ حسد ہے، یہ شریعت میں حرام ہے۔ اور غبطہ اور رشک دینی امور میں پسندیدہ ہے۔(۱)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو نوجوان کہا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو نوجوان اس لئے کہا کہ آپ ﷺ کے ماننے والے تھوڑی ہی مدت میں کہ اس وقت تک آپ بڑھاپے کو بھی نہ پہنچیں گے اتنی کثرت سے ہو جائیں گے کہ اوروں کے بڑھاپے تک بھی اتنے

(۱) تذکرۃ الحبیب ص ۱۰۹

ماننے والے نہیں ہوئے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کل ترسٹھ سال ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال ہوئی، اس لحاظ سے موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان کہا۔(۱)

## حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا راز

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام ملکِ شام میں جبارین سے جہاد وقتال کے لئے گئے اور اللہ نے آپ کو فتح دی ......اسی طرح آپ ﷺ بھی ملکِ شام میں جہاد وقتال کے لئے داخل ہوں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ شام میں غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے اور دومۃ الجندل کے رئیس نے جزیہ دیکر صلح کی درخواست کی، آپ ﷺ نے اس کی صلح کی درخواست منظور فرمائی۔

اور جس طرح ملکِ شام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ پر فتح ہوا......اس طرح حضور ﷺ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پورا ملکِ شام فتح ہوا اور اسلام کے زیر نگیں آیا۔(۲)

## ساتویں آسمان پر عروج

بہر حال آپ ﷺ پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ گئے، یہاں بھی فرشتوں سے وہ سارے سوالات وجوابات ہوئے، پھر فرشتوں نے مرحبا کہتے ہوئے دروازہ کھولدیا۔

(۱) قصص الانبیاء
(۲) سیرت مصطفیٰ ج۱/۳۱۹

حضور ﷺ فرماتے ہیں......

**فَلَمَّا خَلَصتَ اِذَا اِبرَاهِيمُ** ، جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔

جبرئیل علیہ السلام نے تعارف کروایا کہ......**هٰذَا اَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ**..... یہ آپ کے ابا ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔

**مَرحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ** ......خوش آمدید صالح بیٹے اور صالح نبی۔(۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

## بیت المعمور میں حضور ﷺ نے نماز پڑھی

بیہقی کی روایت میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے، بہت حسین تھے، اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ موجود تھے اور میری امت بھی وہاں موجود تھی، اور وہ دو قسم کی ہے، ایک قسم سفید کپڑے والی ہے اور دوسری میلے کپڑے والی ہے، میں بیت المعمور میں داخل ہوا تو سفید کپڑے والے بھی میرے ساتھ داخل ہو گئے اور میلے کپڑے والے روک دئے گئے، پس میں نے اور میرے ساتھ والوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔(بیہقی)

(۱) حوالۂ سابق بخاری شریف، مسند احمد، ابن حبان

بیت المعمور ساتویں آسمان پر آسمانی کعبہ ہے، جو کعبۃ اللہ کے بالکل سیدھ میں ہے، اور اتنا سیدھ میں ہے روایتوں میں ہے...... حَتّٰی لَوْ سُقِطَ لَسَقَطَ عَلَیْہِ...... کہ اگر گرایا جائے تو بالکل کعبۃ اللہ پر آ کر گرے،

بیت المعمور میں فرشتے عبادت وطواف کرتے ہیں۔

روایتوں میں ہے کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے عبادت وطواف کرتے ہیں، پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی ......اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فرشتوں کی تعداد کتنی ہوگی، بیشمار تعداد ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ..... تیرے رب کے لشکر کو تیرا رب ہی جانتا ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس امت کو سلام و پیغام

جب حضور ﷺ کی ملاقات سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے ہاتھوں اس امت کو سلام پہنچایا، فرمایا:

یَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامَ....اے محمد ﷺ! اپنی امت کو میرا سلام پہنچادیں، اور ساتھ ساتھ پیغام بھی دیا۔

وَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ الْجَنَّۃَ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ عَذْبَۃُ الْمَاءِ وَاِنَّھَا قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ.

اور یہ پیغام بھی پہنچادیں کہ جنت کی مٹی نہایت عمدہ اور پاکیزہ ہے، اور پانی میٹھا ہے...... وَاِنَّھَا قِیْعَانٌ...... لیکن وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے درخت

سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُلِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں (جتنے جس کا دل چاہے درخت پودے لگادے یعنی ذکرو تسبیح کی کثرت کرے)(۱)

## حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کا راز

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کے بانی ہیں، باپ اور بیٹے دونوں نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی ہے، جس کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے، اس لئے ان کو یہ مقام عطا فرمایا کہ آسمانی کعبہ کے پاس جگہ مرحمت فرمائی گئی۔

اس آخری ملاقات میں حجۃ الوداع کی طرف اشارہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پیشتر حج بیت اللہ فرمائیں گے۔

اور علماء تعبیر کے یہاں یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کوئی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے حجِ بیت اللہ نصیب ہوگا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری سال میں وفات سے دو تین ماہ پہلے حج کا سفر فرمایا، جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، اور یہ حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شان کے ساتھ فرمایا، اور یہ حج کتنا اہم اور کتنی تعلیمات و پیغامات کا حامل تھا، اور یہ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح شروع فرمایا، کتنا قافلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، راستہ میں کہاں کہاں قیام ہوا، کیا کیا واقعات پیش آئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان کس طرح ادا فرمائے اور کتنے دنوں میں یہ حج کا سفر پورا ہوا وغیرہ وغیرہ تمام تفصیلات احقر کے ایک رسالہ ’’حجۃ الوداع یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج‘‘ میں موجود ہیں۔

---

(۱) ترمذی رقم الحدیث ص ۳۴۶۲، معجم کبیر طبرانی رقم ۱۰۲۱۲، عن عبداللہ بن مسعودؓ

# سدرۃ المنتہیٰ تک عروج

بخاری کی روایت ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں، پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا، سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے، روایتوں میں ہے، **وَهِيَ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا سَبْعِيْنَ عَاماً لاَ يَقْطَعُهَا**، وہ ایسا درخت ہے جس کے سائے میں سوار آدمی ستر سال تک چلتا رہے تو بھی وہ ختم نہیں ہوگا۔

زمین سے بندوں کے اعمال جو اوپر چڑھتے ہیں، وہ سدرۃ پر جا کر رک جاتے ہیں اور وہاں سے پھر اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں ...... اور تکوینی نظام کے جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ پہلے سدرہ پر اترتے ہیں اور وہاں سے پھر نیچے عالم دنیا میں لائے جاتے ہیں ...... چونکہ نیچے سے جانے والے اعمال بھی سدرہ پر رک جاتے ہیں اور اوپر سے آنے والے احکام بھی سدرہ پر رک جاتے ہیں، گویا سدرہ دونوں کے لئے منتہی ہے اس لئے اسکو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کے بیر اتنے بڑے تھے جیسے ہجر کے مٹکے (ہجر ایک جگہ کا نام ہے) اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان، جب وہاں پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا

**اللہ کے حبیب! یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔(۱)**

(۱) حوالۂ سابق بخاری شریف، ابن حبان، طبرانی مسند احمد

# سورۂ نجم میں معراج کا تذکرہ

سورۂ نجم میں اللہ تعالیٰ نے معراج کا تذکرہ فرمایا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَاهَوٰی O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی O وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُوْحٰی O عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰیO ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰیO وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰیO ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰیO فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰیO مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیO

(سورۂ نجم آیت-۱ تا ۱۱)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے، یہ تمہارے ساتھ رہنے والے (پیغمبر) نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط راستے ہو لئے، اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے، ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے، پیدائشی طاقتور ہے، وہ فرشتہ اپنی اصلی صورت پر نمودار ہوا، ایسی حالت میں کہ وہ آسمان کے بلند کنارہ پر تھا، وہ فرشتہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا اور بھی کم، اللہ تعالیٰ نے (اس فرشتہ کے ذریعہ سے) اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی، قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی۔

اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا يَرٰی Oوَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰیO عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰیO عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی O اِذْ يَغْشَی السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰیO مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰیO لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰیO

ترجمہ: تو کیا ان (پیغمبر) سے ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو، اور انہوں نے اس فرشتہ کو اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس، اس کے قریب جنت الماویٰ ہے، جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں، نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی، انہوں نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

## مذکورہ بالا آیتوں کا خلاصہ

علامہ کشمیریؒ نے سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ قرآن کریم نے اپنے عام اسلوب کے مطابق سورۂ نجم کی ابتدائی آیتوں میں دو واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک واقعہ جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنے کا ہے جب کہ آپ ﷺ فترہ وحی کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں کسی جگہ جا رہے تھے جس کی تفصیل بخاری ''بَابُ بَدْأِ الْوَحْیِ'' میں مذکور ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فترت وحی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتاً مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَاءَ نِیْ بِحِرَاءَ جَالِسٌ عَلٰی الْکُرْسِیِّ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ''یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ

فَاَنْذِرُ O" اِلٰی قَوْلِہٖ "وَالرُّجْزَ فَاھْجُرُ O" فَحَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ.

ترجمہ: کہ ایک روز جبکہ میں چل رہا تھا، اچانک آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی، میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہی فرشتہ جو حراء میں میرے پاس آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، میں اس سے مرعوب ہوکر گھر لوٹ آیا اور کہا مجھے ڈھانپ دو، اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ مدثر کی یہ آیات نازل فرمائی۔ "وَالرُّجْزَ فَاھْجُرُ" تک اوراس کے بعد آسمانی وحی مسلسل آنے لگی۔

یہ واقعہ اسراء ومعراج سے پہلے کا ہے

دوسرا واقعہ شبِ معراج کا ہے، جس میں جبرئیلِ امین علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دوبارہ دیکھنا مذکور ہے اوراس سے کہیں زیادہ دوسرے عجائبات اور اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیوں کا دیکھنا مذکور ہے اوران بڑی نشانیوں میں خود حق تعالیٰ شانہ کی زیارت ورؤیت کا شامل ہونا بھی محتمل ہے۔(۱)

## سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کا اصل مضمون

سورۂ نجم کی ابتدائی آیتوں کا اصل مضمون رسول اللہ ﷺ کی رسالت اورآپ ﷺ کی وحی میں شبہات نکالنے والوں کا جواب ہے کہ ستاروں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ ارشادات امت کو دیتے ہیں، نہ ان میں کسی غیر اختیاری غلطی کا امکان ہے، نہ اختیاری غلطی کا، اور یہ جو کچھ آپ ﷺ کہتے ہیں اپنی کسی نفسانی غرض سے نہیں کہتے، بلکہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھجی ہوئی وحی

(۱) معارف القرآن

ہوتی ہے...... پھر چونکہ یہ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے بھیجی جاتی ہے، وہ بحیثیت معلم و مبلغ وحی پہنچاتے ہیں، اس لئے جبرئیلِ امین علیہ السلام کی مخصوص صفات اور عظمتِ شان کا بیان کئی آیتوں میں ذکر فرمایا......اس میں زیادہ تفصیل کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ مشرکینِ مکہ اسرافیل و میکائیل علیہما السلام (فرشتوں) سے تو واقف تھے، جبرئیل علیہ السلام سے واقف نہ تھے، بہرحال جبرئیل علیہ السلام کی صفات بیان کرنے کے بعد پھر اصل مضمونِ وحی کو بیان فرمایا......فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی.

یہاں تک یہ سب دس آیتیں ہیں جن میں وحی و رسالت کی توثیق کے ضمن میں جبرئیلِ امین علیہ السلام کی صفات کا ذکر ہے، اور جبرئیل علیہ السلام پر بے تکلف صادق آتی ہیں، اس لئے ان ابتدائی آیات میں جس رؤیت، قرب اور اتصال کا ذکر ہے وہ سب جبرئیل علیہ السلام سے متعلق کرنا ہی زیادہ قرینِ قیاس ہے، اگرچہ بعض مفسرین نے ان صفات کو اللہ تعالیٰ سے متعلق کیا ہے یعنی رؤیت، قرب اور اتصال جبرئیل سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے ......مگر یہ تکلف اور تاویل سے خالی نہیں۔ واللہ اعلم (ایضاً)

## سورۂ نجم کی آخری آیات معراج سے متعلق ہیں

البتہ اس کے بعد گیارھویں آیت...... مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی سے لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ......تک کی آیت میں معراج کا تذکرہ ہے، اس میں بھی جبرئیل علیہ السلام کو دوبارہ اصلی شکل میں دیکھنا مذکور ہے، مگر وہ آیاتِ کبریٰ کے ضمن میں ہے یعنی جبرئیلِ امین علیہ السلام کو دوبارہ سدرہ کے پاس دیکھنا بھی آیات

کبریٰ (بڑی نشانیوں) میں سے ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے شامل ہونیکا احتمال ہے، جس کی تائید احادیثِ صحیحہ سے اور صحابہ وتابعین کے اقوال سے ہوتی ہے، اس لئے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَأٰی ...... کی تفسیر یہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے آنکھ سے دیکھا، آپ ﷺ کے قلبِ مبارک نے اسکی تصدیق کی کہ صحیح دیکھا، اس تصدیق میں قلبِ مبارک نے کوئی غلطی نہیں کی، اسی کو کہا "مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَأٰی" کہ دل نے غلطی نہیں کی جو کچھ دیکھا...... اس میں جو کچھ دیکھا، کے الفاظ عام ہیں، ان میں جبرئیلِ امین علیہ السلام کا دیکھنا بھی شامل ہے اور جو کچھ شبِ معراج میں آپ نے دیکھا وہ سب شامل ہے اور اس میں سب سے اہم خود حق تعالیٰ کی رؤیت وزیارت ہے۔

## جبرئیلِ امین علیہ السلام نے نہرِ کوثر بھی آپ ﷺ کو دکھائی

بہرحال سدرۃ المنتہٰی پر بیت المعمور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے بعد حضور ﷺ کو ساتویں آسمان کے اوپر کی سطح پر لے گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت، موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ نہرِ کوثر ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ کو دی ہے، اس کے اندر سونے اور چاندی کے برتن تھے، وہ نہر یاقوت اور زمرد کے پتھروں پر چلتی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، میں نے ایک برتن لیکر اس میں کچھ پیا، تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا، یہ وہ نہرِ کوثر ہے جس کا

ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔

**اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ**..... بلاشبہ ہم نے آپ کو نہرِ کوثر عطا کی

احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوثر کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک نہر ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، اس کے دونوں کناروں پر موتی ہیں، اس پر پانی پینے کے برتن اتنے ہیں، جتنے ستارے ہیں، نسائی کی روایت میں ہے کہ وہ نہر جنت کے درمیان ہوگی اور اس کے دونوں کناروں پر موتی اور یاقوت کے محل ہیں، اس کی مٹی مشک ہے، اور اس کے سنگریزے (کنکر) موتی اور یاقوت ہیں۔ ابن ماجہ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے، اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور پانی موتی پر چلتا ہے۔

## سدرۃ المنتہٰی پر بے پناہ فرشتوں کا ہجوم

سدرۃ المنتہٰی پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو اس کا عجیب و غریب منظر تھا، بڑا خوشنما اور رنگ برنگا معلوم ہو رہا تھا، قرآن نے اشاروں میں بیان کیا ہے...... **اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَۃَ مَا یَغۡشٰی**...... جب چھا رہا تھا سدرہ پر جو کچھ چھا رہا تھا۔

کیا لطیف پیرایۂ بیان ہے قرآن کا! اللہ اکبر

مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں۔

بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسی رنگتوں نے چھپا لیا کہ معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے؟

مسلم میں ہے کہ وہ سونے کے پروانے تھے، ایک روایت میں ہے کہ وہ سونے کی ٹڈیاں تھیں

ایک روایت میں ہے کہ وہ سب فرشتے تھے، فرشتوں نے سدرہ کو ڈھانپ لیا تھا۔

تفسیر عثمانی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے انوار وتجلیات اس درخت پر چھار ہے تھے اور فرشتوں کی کثرت وہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہر پتے کے ساتھ ایک فرشتہ نظر آتا تھا۔

بعض روایات میں ہے کہ ’’ **مایغشی** ‘‘ سنہری پروانے تھے یعنی نہایت خوش رنگ جن کے دیکھنے سے دل کھنچا چلا جائے، اس وقت اس درخت کا خوشنما منظر، اس کی بہار ورونق اور اس کا حسن و جمال ایسا تھا...... **فَلاَ یَسْتَطِیْعُ اَحُدٌ اَنْ یَنْعَتَهَا اَیْ مِنْ حُسْنِهَا وَبَهَائِهَا** ...... کہ مخلوق میں کسی کی طاقت نہیں کہ اس کی منظر کشی لفظوں میں کر سکے۔

## فرشتے اجازت لیکر زیارت کے لئے سدرہ پر آ گئے

تمام فرشتوں کی ڈیوٹیاں الگ الگ ہیں، سارے فرشتے اپنے کاموں میں لگے ہوتے ہیں، متعلقہ فرشتوں کے علاوہ جو کچھ ہوتا ہے اور جو احکامات نازل ہوتے ہیں ...... وہ سب کو معلوم بھی نہیں ہوتے، اسی لئے سارے آسمانوں پر

فرشتوں نے پوچھا کہ کیا حضور ﷺ کو بلایا گیا ہے۔

مگر اس موقع پر فرشتوں نے با قاعدہ حضور ﷺ کی زیارت و دیدار کی خواہش ظاہر کی کہ باری تعالیٰ! تیرا حبیب آسمانوں کا سفر کر رہا ہے، آسمانی عجائبات دیکھنے کے لئے آرہا ہے، ہم بھی اس کا دیدار کرنا چاہتے ہیں، اس کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں، انہیں اجازت مل گئی تو وہ سب سدرہ پر چھا گئے۔

سدرہ پر چھائے ہوئے یہ سب فرشتے ہی تھے، ان کو روایتوں میں جو پروانے اور ٹڈیاں کہا گیا، وہ تشبیہ کے لئے ہے یعنی خوبصورتی اور خوشنمائی میں وہ فرشتے ٹڈیاں لگ رہے تھے۔(۱)

## سدرۃ کے قریب جنت وجہنم کا مشاہدہ

سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھنے کے بعد حضور ﷺ کو جنت کا مشاہدہ کروایا گیا، آپ ﷺ نے اندر جا کر دیکھا تو اس میں موتیوں کے گنبد تھے، اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔(مشکوٰۃ)

جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ قرآن میں کہہ رہا ہے۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى. عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى.

بیہقی کی روایت میں ہے کہ جنت کی سیر کے بعد دوزخ کو میرے سامنے کیا گیا، تو اس میں اللہ کا غضب، عذاب اور انتقام تھا، اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی ڈال دیا جائے تو وہ اس کو بھی کھالے، دوزخ کا مشاہدہ کروا کر پھر اس کو بند کر دیا گیا۔

(۱) تذکرۃ الحبیب ص ۹۳

اس روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ تو اپنی جگہ پر ہی تھی، اور آپ ﷺ بھی اپنی جگہ پر تھے یعنی ساتویں آسمان کے اوپر، اللہ تعالیٰ نے درمیان سے پردے ہٹا کر آپ ﷺ کو دوزخ کا مشاہدہ کروایا۔(۱)

## جنت اور دوزخ اس وقت موجود ہیں

آیتِ بالا سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ جنت اس وقت بھی موجود ہے جیسا کہ جمہور امت کا عقیدہ یہی ہے کہ جنت ودوزخ قیامت کے بعد پیدا نہیں کی جائیں گی بلکہ یہ دونوں مقام اس وقت بھی موجود ہیں۔

اس آیت نے جنت کی جگہ بھی بتلادی کہ وہ ساتویں آسمان کے اوپر عرشِ رحمٰن کے نیچے ہے، گویا ساتواں آسمان جنت کی زمین اور عرش رحمٰن اس کی چھت ہے۔وَسُقُفُهُ عَرُشُ الرَّحُمٰنِ (۲)

## دوزخ اس وقت کہاں ہے؟

دوزخ اس وقت کہاں ہے؟ اس کا ذکر قرآن کی کسی آیت یا کسی سورت میں صراحۃً نہیں ملتا، البتہ سورۂ طور کی آیت......وَالُبَحُرِ الُمَسُجُورِ ......اور ''ابلتے ہوئے دریا کی قسم'' سے بعض مفسرین نے یہ مفہوم نکالا ہے کہ دوزخ سمندر کے نیچے زمین کی تہہ میں ہے، جس پر اس وقت کوئی بھاری اور سخت غلاف چڑھا ہوا ہے جو قیامت میں پھٹ جائیگا اور اس کی آگ پھیل کر پورے سمندر کو آگ میں

(۱) نشر الطیب ص۹۴
(۲) معارف القرآن

تبدیل کردے گی۔

زمانہ حال میں یورپ کے بہت سے ماہرین نے جو زمین کو ایک طرف سے دوسری طرف جانے کا راستہ بنانے کی کوشش سالہا سال جاری رکھی اور بڑی سے بڑی مشینیں اس کام کے لئے ایجاد کیں، مختلف جماعتوں نے اس پر محنت خرچ کی، سب سے زیادہ جو سائنس داں طبقہ کامیاب ہوا وہ مشینوں کے ذریعہ زمین کی گہرائی میں چھ میل تک پہنچ سکا، مگر چھ میل کے بعد سخت پتھر نے ان کو عاجز کردیا، تو پھر دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی، مگر وہی چھ میل کے بعد سخت پتھر سے سابقہ پڑا، متعدد جگہوں میں اس کا تجربہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے اور ان کی یہ تحقیق قرار پائی کہ زمین کی تہہ میں چھ میل کے بعد نیچے کوئی پتھر کا غلاف پوری زمین پر چڑھا ہوا ہے، جس میں کوئی مشین کام نہیں کرسکتی، آخر انہیں عاجز ہونا پڑا......اگر کسی روایتِ صحیحہ سے جہنم کا محلِ وقوع اس غلاف کے اندر ہونا ثابت ہو جائے تو بعید کچھ نہیں واللہ اعلم (۱)

حضرت علی سے کسی یہودی نے پوچھا کہ جہنم کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا سمندر ہے، یہودی نے بھی جو کتب سابقہ کا عالم تھا اس کی تصدیق کی۔ (قرطبی)

## حضور ﷺ کے سامنے چار پیالے پیش کئے گئے

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے چار پیالے پیش کئے گئے، دودھ، شہد، شراب اور پانی، آپ ﷺ نے دودھ کو اختیار کیا۔

(۱) معارف القرآن

جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ کے نبی!

**ھُدِیتَ الْفِطْرَۃَ اَمَا اِنَّکَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ لَغَوَتْ اُمَّتُکَ** آپ ﷺ نے فطرت کو اختیار کیا، اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہی میں پڑ جاتی۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیالوں کا پیش ہونا بیت المقدس کے امور سے فراغت کے بعد ہوا جیسا کہ پہلے گذرا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ عجب نہیں کہ یہ پیالے دو مرتبہ پیش کئے گئے ہوں، ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد، اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔(۱)

## سدرہ سے آگے کا سفر اور جبرئیل علیہ السلام کی مَعذِرَت

اب سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کا سفر شروع ہو رہا ہے، یہاں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے اور آگے چلنے سے معذرت کردی۔

شفاء الصدور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور میرے رب کی طرف چلنے کے سفر میں میرے ساتھ رہے، یہاں تک کہ ایک مقام (سدرۃ المنتہیٰ) پر پہنچ کر رک گئے، میں نے کہا جبرئیل! کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے، انہوں نے کہا اللہ کے حبیب ﷺ! یہاں تک ہماری پرواز ختم ہوگئی، یہ ہماری آخری حد ہے، اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں گا تو نور سے جل جاؤں گا۔

(۱) حاشیہ سیرت مصطفیٰ ج ۱/ ۲۹۹

لَوْ دَنَوْتُ مِنْ بَعْضِهَا لَاحْتَرَقْتُ

شیخ سعدی شیرازیؒ نے اس کا ترجمہ کیا ہے

بدو گفت سالارِ بیت الحرام — کہ اے حاملِ وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی — عنانم زصحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سَرِ موئے برتر پرم — فروغِ تجلی بسوزد پرم

بیت اللہ کے سردار ( آنحضرت ﷺ ) نے ان ( جبرئیل علیہ السلام ) سے کہا اے وحی کے اٹھانے والے آگے چلو

جب آپ نے مجھے دوستی میں مخلص پایا تو میری رفاقت سے باگ کیوں موڑ رہے ہو؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا

آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رہی، میں عاجز ہو گیا کیوں کہ میرے پروں میں آگے بڑھنے کی سَکت نہیں رہی

اگر میں ایک بال کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو تجلی کی روشنی اور اس کی شعاعیں میرے پروں کو جلا کر خاک کر دیگی۔

## سدرۃ المنتہیٰ کے بعد مقامِ صریف الاقلام تک عروج

پھر آپ ﷺ کا سفر اور بلندی کی طرف ہوا، سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر ایک بلند مقام ہے، جس کو مقامِ صریف الاقلام کہتے ہیں، وہاں پہنچ کر قلم کی چر چراہٹ اور لکھنے کی آواز آپ ﷺ سن رہے تھے، لکھتے وقت قلم کی جو آواز پیدا ہوتی ہے، اس کو

صریف الاقلام کہتے ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں اللہ کے مقرر کردہ فرشتے امورِ الٰہیہ کی کتابت کررہے تھے اور احکامِ خداوندی کو لوحِ محفوظ سے نقل کررہے تھے، قضاء وقدر کے قلم مشغولِ کتابت تھے، یہ مقام سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر ہے اور بہت بلند ہے، یہاں پر سارے تکوینی اموراوراحکام طے ہوتے ہیں، پھر سدرۃ المنتھی پر اترتے ہیں اور سدرۃ سے پھر فرشتوں کے حوالے ہوتے ہیں ...... گویا یہ مقامِ صریف الاقلام عالم اور کائنات خداوندی کی تدابیر سے متعلق تکوینی احکام کا اور تدابیر الٰہی اور امور کی ہیڈ آفس ہے جہاں کل کائنات کے سارے فیصلے ہوتے ہیں۔(۱)

## ستر ہزار حجابات طے کرتے ہوئے آپ ﷺ عرش تک پہنچے

مقامِ صریف الاقلام سے حضور ﷺ کو ستر ہزار حجابات طے کرائے گئے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان میں ایک حجاب دوسرے حجاب جیسا نہ تھا، اس کے بعد........

**فَتَدَلّٰی الرَّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ رُفِعَ وَدَنَا مِنْ رَبِّهٖ۔**

آپ ﷺ کے لئے ایک رفرف یعنی سبز مخملی مسند لائی گئی، پھر آپ ﷺ کو اس پر سوار کیا گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ عرشِ معلّیٰ تک پہنچے، بارگاہِ قُدس میں اور مقامِ ''**دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی**''میں پہنچے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہاں میں نے ایسی بڑی بات دیکھی کہ زبان اس کو بیان نہیں کرسکتی، حضور ﷺ جب مقامِ قرب میں پہنچے، تو آپ ﷺ سجدۂ نیاز

(۱) سیرۃ مصطفیٰ ج ۱/ ۳۰۴

بجالائے،اورنورالسموت والارض کے جمالِ بیمثال کوحجاب کبریائی کے پیچھے سے دیکھا،یعنی حق تعالیٰ شانہ کا دیدارکیا،اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور وحی سے مُشَرَّف ہوئے۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی......پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف جووحی کی

حضور ﷺ ارشادفرماتے ہیں۔

رَئیتُ النُّوْرَ الْاَعْظَمَ فَاَوْحٰی اللّٰہُ اِلَیَّ مَاشَاءَ اَوْحیٰ

میں نے نورِاعظم یعنی نورِالٰہی دیکھا،پھراللہ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی یعنی مجھ سے کلام کیا۔(۱)

## کیاحضور ﷺ نے اپنے رب کودیکھا؟

کیاحضوراکرم ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کودیکھا؟اس بارے میں شروع سے اختلاف چلا آرہاہے،بعض صحابہ کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کواپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھاہے۔

ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ......کہ نگاہیں اس کااحاطہ نہیں کرسکتیں۔

لیکن جمہورصحابہ اورتابعین کی رائے اورراجح قول یہی ہے کہ حضور ﷺ نے سرکی آنکھوں سے بھی اوردل کی آنکھوں سے بھی اللہ تعالیٰ کودیکھاہے،کیونکہ خود

(۱) سیرت مصطفیٰ ج ۱/ ۳۰۵

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! رَئَیتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ

نیز طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے

رَاٰہُ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِقَلْبِہٖ وَمَرَّۃً بِبَصَرِہٖ...... کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا دل سے اور آنکھ سے...... یہاں مَرَّتَیْن سے مراد دو مرتبہ دیکھنا نہیں ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو دونوں طرح سے دیکھا، دل کی آنکھوں سے بھی اور سر کی آنکھوں سے بھی

علاوہ ازیں جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کو کیسے دیکھا؟ قرآن میں تو ہے "لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ" نگاہیں اس کا حاطہ نہیں کر سکتیں۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

وَیُحَکَ ذَاکَ اِذْ تَجَلّٰی بِنُوْرِ الَّذِیْ ھُوَ نُوْرُہٗ

تیرا بھلا ہو وہ تو اس طرح نگاہیں نہیں دیکھ سکتیں کہ اللہ تعالیٰ کا مکمل ادراک کریں، اس کا کامل احاطہ کریں۔

معلوم ہوا کہ اس طرح دیکھنا کہ نگاہیں مکمل ادراک کریں ...... جیسے جنت میں اللہ تعالیٰ نصیب کریں گے، ایسا دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا.......... ہاں فی الجملہ حق تعالیٰ شانہ کو دیکھنا ممکن ہے، اور یہی رؤیت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو شبِ معراج میں میسر ہوئی، یہ آپ ﷺ کی ایسی خصوصیت ہے جس میں آپ کا کوئی

شریک نہیں، لہٰذا اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں رہا، تمام روایات میں بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔

مروزی سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے امام احمد سے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ بولا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث پر لوگ بڑے شش و پنج میں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا کس دلیل سے جواب دیا جائے؟ (اوپر روایات کی تطبیق سے یہ جواب مفہوم ہو گیا کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کو کامل ادراک اور سارے علم کے ساتھ جان لینے کی نفی ہے)

بہر حال حضرت امام احمدؒ نے جواب دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا جواب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے "رَئَیْتُ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ" (۱)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار بھی کیا اور کلام بھی فرمایا

بہر حال اوپر روایات اور تطبیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے بات بھی کی اور دیکھا بھی، ہاں کامل ادراک کے ساتھ نہیں دیکھا، اس لئے کہ اس طرح کا دیدار دنیا میں ممکن نہیں، یہ دیدار اللہ تعالیٰ جنت میں کروائیں گے۔ البتہ فی الجملہ دیکھنے میں کوئی اشکال نہیں، اس طرح کا دیدار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے کروایا، جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے، اور محققین کا راجح

(۱) حاشیہ تفسیر عثمانی

قول یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے۔

## عرش پر لکھی ہوئی تحریر

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”رَئَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِیَةَ عَشَرَ“ کہ شبِ معراج میں میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ صدقہ کا بدلہ دس گنا اور قرض کا بدلہ اٹھارہ گنا ہے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ”مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اِنَّ السَّائِلَ یَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَایَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ“ یہ کیا بات ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے، انہوں نے کہا اس لئے کہ سائل جب صدقہ مانگتا ہے تو اس وقت اس کے پاس کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے، جبکہ قرض مانگنے والا اس وقت ہی قرض مانگتا ہے، جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا، اور وہ واقعی ضرورت مند ہوتا ہے......

## قرض کا اٹھارہ گنا ثواب کیوں ہے؟

علماء نے لکھا ہے کہ قرض کا ایک درہم صدقہ کے ایک درہم سے ڈبل ثواب رکھتا ہے، جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے، اب صدقہ کا ایک درہم جب دس کے برابر ہوا تو اس کا ڈبل بیس ہوا جو قرض کا ثواب ہے، مگر چونکہ قرض کا درہم مالک کو واپس لوٹایا جاتا ہے تو وہ ایک درہم دو کے برابر ہے، لہٰذا بیس میں سے دو کم ہو گئے تو اٹھارہ بچے، اس لئے فرمایا کہ قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ملتا ہے۔(۱)

(۱) معجم اوسط طبرانی رقم ۶۷۱۹، بیہقی شعب الایمان رقم ۳۵۶۶ عن انسؓ

## بارگاہِ قدس میں تین نذرانے

حضور اکرم ﷺ نے بارگاہِ قدس میں پہنچ کر تین نذرانے پیش کئے

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ............. تمام قولی عبادتیں

وَالصَّلوَاتُ ............... اور تمام بدنی عبادتیں

وَالطَّیِّبَاتُ............... اور تمام مالی عبادتیں

میں تین نذرانے پیش کرتا ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ......قولی، بدنی اور مالی تمام عبادتیں تیرے لئے اور صرف تیرے لئے ہوں گی، ان میں تیرا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہوگا۔

گویا ...................... زبان بھی تیری

جان بھی تیری

مال بھی تیرا

توحیدِ خداوندی کا یہ اقرار و اعتراف معراج کا نہایت عظم الشان عہد و پیمان ہے جو رہتی دنیا تک امت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

لہٰذا ...................... زبان سے غیر اللہ کے وظیفے چھوڑنا

جان سے غیر اللہ کے سجدے چھوڑنا

مال سے غیر اللہ کے نذر و نیاز اور چڑھاوے چھوڑنا

یہ معراج کی حقیقی روح اور معراج کا حقیقی فلسفہ ہے۔

☆☆☆

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین انعام

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب اللہ کے حضور تین نذرانے پیش کئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب کو تین انعامات سے نوازا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ....... (نبی جی!) آپ پر سلامتی ہو

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ........................ اور اللہ کی رحمت ہو

وَبَرَکَاتُهٗ.......................... اور اللہ کی برکتیں ہوں

آپ ﷺ نے ان انعامات کو صرف اپنی حد تک محدود نہیں رکھا بلکہ تمام انبیاء و ملائکہ اور اپنی امت کو بھی شامل فرمایا، ارشاد فرمایا

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا...................... سلامتی ہو ہم پر

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اور اللہ کے نیک بندوں پر

مَلَاِ اَعْلٰی والوں نے، آسمان کے فرشتوں نے اور جبرئیل امین نے شہادت دی۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔(۱)

## اس موقع پر بھی آپ ﷺ نے امت کو فراموش نہیں کیا

قربان جایئے! پیارے آقا نے اس موقع پر بھی اپنی امت کو یاد رکھا، اللہ تعالیٰ کے ان تین انعامات میں اپنی امت کو بھی شریک کرلیا۔

(۱) مراقی الفلاح فی کیفیۃ ترکیب الصلوۃ ج ۱/ ۱۳۷

زندگی کے ہر موڑ پر آپ ﷺ نے امت کو یاد رکھا ہے حتی کہ وفات کے موقع پر بھی اور دنیا سے جاتے ہوئے بھی امت کے غم میں روئے ہیں، آخری وقت میں بھی امت کا غم اور فکر آپ ﷺ کو ستا رہا ہے...... مگر افسوس صد افسوس! آج امت اپنے اس محسن نبی کو کیا بدلہ دے رہی ہے، نبی کی زندگی سے دور ہٹتی جا رہی ہے، نبی کی معاشرت، نبی کے رہن سہن اور طور طریقوں کو چھوڑتی جا رہی ہے اور نبی کے دشمنوں کے طریقوں کو اپنا رہی ہے۔

امت کے اعمال جب حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوتے ہوں گے، اس وقت آپ ﷺ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی، اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

## حبیب اور محبوب کے درمیان راز و نیاز

معراج کی اس رات میں مقامِ قرب میں حبیب اور محبوب کے درمیان بہت ساری راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ **فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ**

بیہقی کی ایک لمبی روایت میں ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور فرمایا...... سَلْ...... مانگئے، کیا مانگتے ہیں

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میرے مولیٰ

**اِتَّخَذْتُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلاً وَّاَعْطَیْتَہٗ مُلْکاً عَظِیْماً**

آپ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ملکِ عظیم عطا فرمایا۔

**وَکَلَّمْتَ مُوْسیٰ تَکْلِیْمًا** ......اور موسیٰ علیہ السلام سے آپ نے کلام فرمایا، ان کو کلیم بنایا۔

وَاَعْطَيْتَ دَاوُدَ مُلْكاً عَظِيْمًا وَاَلَنْتَ لَهُ الْحَدِيْدَ وَسَخَّرْتَ لَهُ الْجِبَالَ.

اور داؤد علیہ السلام کو ملکِ عظیم عطا کیا، اور لوہا ان کے ہاتھ میں نرم کر دیا اور پہاڑوں کو ان کے لئے مسخر کر دیا

وَاَعْطَيْتَ سُلَيْمَانَ مُلْكاً لَايَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ

اور آپ نے سلیمان علیہ السلام کو ایسا ملک عطا فرمایا جیسا ان کے بعد آپ نے کسی کو نہیں دیا۔

وَعَلَّمْتَ عِيْسىٰ اَلتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْتَهُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَيُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِكَ

اور آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل کا علم عطا فرمایا، اور تو نے ان کو ایسا معجزہ دیا کہ وہ کوڑی اور مادر زاد اندھوں کو اچھا کر دیتے تھے۔

فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ...... تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کہا، میرے محبوب

وَقَدِ اتَّخَذْتُكَ خَلِيْلًا وَحَبِيْبًا... میں نے تجھے اپنا خلیل اور محبوب بنایا

وَاَرْسَلْتُكَ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا... اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا

وَشَرَحْتُ لَكَ صَدْرَكَ. اور تیرا سینہ کھول دیا

وَوَضَعْتُ عَنْكَ وِزْرَكَ. اور تیرا بوجھ اتار دیا

وَرَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ. اور تیرا ذکر میں نے بلند کیا

فَلَا اُذْكَرُ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيْ...... جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر

ہوتا رہے گا۔ جب بھی اور جہاں جہاں اذان ہوتی رہے گی، اور میرا نام لیا جاتا رہے گا، وہاں تیرا بھی نام لیا جائیگا، اذان پوری نہیں ہوگی اقامت پوری نہیں ہوگی، خطبہ پورا نہیں ہوگا، کلمہ پورا نہیں ہوگا.......... جب تک میرے نام کے ساتھ تیرا نام نہ لیا جائے۔

شاعر کہتا ہے

وَضَمَّ الاِلٰــہُ الـنَّبِـیُّ اِلٰی اِسْـمِہٖ اِذَا قَــالَ فِـی الْـخَـمْـسِ الْمُؤَذِّنُ

وَشَقَّ لَــہُ مِـنْ اِسْـمِــہٖ لَیُـجِـلَّــہُ فَذُوْالْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدُ

ترجمہ: اللہ نے نبی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا، جب جب بھی مؤذن اذانوں میں ’’ اَشْہَدُ‘‘ کہے گا تو میرے نام کے ساتھ تیرا نام رہے گا۔ اور بزرگی اور شرافت کے لئے آپ کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہے، دونوں کا مادہ ایک ہے۔

وَجَعَلْتُ اُمَّتَکَ خَیْرَاُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

اور تیری امت کو خیر امت بنایا۔

وَجَعَلْتُ اُمَّتَکَ اُمَّۃً وَسَطًا

اور تیری امت کو امت وسط بنایا۔

وَجَعَلْتُ اُمَّتَکَ ھُمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

اور تیری امت کو شرف کے لحاظ سے اول اور وجود کے اعتبار سے آخر بنایا۔

وَجَعَلْتُ مِنْ اُمَّتِکَ اَقْوَامًا قُلُوْبُھُمْ اَنَا جِیْلُھُمْ

اور تیری امت میں ایسے لوگ بنائے کہ جن کے دل اور سینے ہی انجیل

ہوں گے یعنی ان کے سینوں میں قرآن محفوظ ہوگا۔

وَاَعْطَيْتُکَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي لَمْ اُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَکَ

اور تجھے سورۂ فاتحہ عطا کی جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی۔

وَاَعْطَيْتُکَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ اُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَکَ

اور تجھے خواتیم سورہ بقرہ عطا کی، جو عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ہے اور تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی اور تجھے نہر کوثر عطا کی۔

اور آٹھ چیزیں خاص طور پر تجھے عطا کیں (۱) اسلام اور مسلمان کا لقب (۲) ہجرت (۳) جہاد (۴) نماز (۵) صدقہ (۶) رمضان کے روزے (۷) امر بالمعروف (۸) نہی عن المنکر

وَجَعَلْتُکَ فَاتِحًا وَخَاتِمًا۔۔۔۔اور تجھے فاتح اور خاتم بنایا الی آخر الحدیث (۱)

الغرض حق تعالیٰ شانہ نے اس مقامِ قرب میں حضور ﷺ کو گونا گوں الطاف وعنایات سے نوازا، اور طرح طرح کی بشارتوں سے مسرور کیا۔

## معراج میں چار بڑے تحفے مرحمت ہوئے

معراج میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے آقا کو چار بڑے تحفے مرحمت ہوئے

(۱) سب سے بڑا تحفہ ''نماز'' ہے جو گویا اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے استفادہ کرنے کی چابی ہے۔

(۲) خواتیمِ سورہ بقرہ یعنی سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں

(۱) مجمع الزوائد رقم ۲۳۶، جامع الاحادیث القدسیہ رقم ۹۶۵

(۳) تیسرا تحفہ کہ آپ ﷺ کی امت میں سے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

(۴) چوتھا تحفہ کہ جو شخص آپ ﷺ کی امت میں سے کسی نیکی کا ارادہ کرے گا اور اسے کر نہ سکے تو صرف ارادہ ونیت پر ایک نیکی لکھی جائیگی، اور اس نیکی کو کرلیا تو (کم ازکم) دس گنا کر کے لکھ دی جائیگی۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کریگا اور اس کو نہیں کرے گا تو صرف ارادہ ونیت پر برائی نہیں لکھی جائیگی، اور اگر ارادہ کے بعد برائی کرے گا تو ایک ہی برائی لکھی جائیگی۔(۱)

یہ حق تعالیٰ شانہ کی کتنی بڑی رحمت وشفقت ہے اس امت پر کہ نیکی کے ارادہ پر بھی نیکی کا ثواب اور کرنے پر کم سے کم دس گنا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، **وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَّشَاءُ**......اور برائی کے ارادہ پر کوئی گناہ نہیں، اور کرنے پر صرف ایک ہی گناہ۔

## معراج کا سب سے بڑا تحفہ

معراج میں سب سے بڑا جو تحفہ عطا ہوا وہ نماز ہے، اور اولاً آپ ﷺ کو پچاس نمازیں عطا ہوئیں، یہ تحفہ لیکر جب لوٹے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر گذر ہوا، پوچھا کیا ملا؟ آقا نے فرمایا پچاس نمازیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ نہیں فرمایا............لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......**بِمَا اُمِرْتَ**، کیا حکم ملا...... فرمایا......**بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً**......

(۱) مسلم شریف رقم الحدیث ۴۲۹

تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......

اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ اَضْعَفُ الْاُمَمِ فَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ شِدَّةً ......آپ اپنے رب کے پاس جائیے اور کم کروایئے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی امت کمزور ہے، وہ نہیں پڑھ سکے گی، میں بنی اسرائیل پر آزما چکا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض ہوئی تھیں، مگر ان سے وہ بھی نہ ہوسکیں۔

فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَبِّهٖ فَسَأَ لَهُ التَّخْفِيْفَ فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْراً

پس حضور ﷺ اپنے رب کے پاس گئے اور تخفیف کی درخواست کی، تو اللہ تعالیٰ نے دس کم کردی، پھر موسیٰ علیہ السلام پر گذر ہوا، پوچھا، کتنی ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا، چالیس تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر مشورہ دیا کہ جا کر تخفیف کروایئے، فَرَجَعَ فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرًا اِلٰی اَنْ جَعَلَهَا خَمْسًا.

حضور ﷺ پھر گئے اور کم کروائی تو پھر دس کم ہوئی، یہاں تک کہ کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں، تو موسی علیہ السلام نے پھر درخواست کی

اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ...اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کروایئے پانچ بھی زیادہ ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

قَدْرَجَعْتُ اِلٰی رَبِّی حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ فَمَا اَنَا رَاجِعٌ اِلَیْہِ

میں اپنے رب کے پاس جاتا رہا، اور تخفیف ہوتی رہی، اب مجھے شرم محسوس ہورہی ہے، اب میں نہ جاؤں گا، یہ کہہ کر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔

اوپر سے آواز آئی کہ یہ ہیں تو پانچ مگر پچاس کے برابر ہیں، یعنی پڑھنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہیں۔(۱)

## ابراہیم علیہ السلام نے کچھ نہیں کہا اور موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ کیوں دیا؟

آپ ﷺ کو جب پچاس نمازیں ملیں تو آپ یہ تحفہ لیکر لوٹے، خود کمی کی کوئی درخواست نہیں کی اور واپسی میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تخفیف کا کوئی مشورہ نہیں دیا، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے تخفیف کا مشورہ دیا، اس کی کیا وجہ؟

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور مقامِ خُلَّۃ مقامِ رضا و تسلیم ہوتا ہے یعنی مقام نیاز ہوتا ہے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور مقامِ تکلیم مقامِ ناز ہوتا ہے، اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سکوت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کا مشورہ دیا، خلیل اللہ ساکت رہے، کلیم اللہ بولے۔(۲)

## نماز حق تعالیٰ سے ہم کلامی کا ذریعہ

نماز کا تحفہ معراج میں ملا ہے، اتنا عظیم تحفہ ہے کہ اس کو دینے کیلئے حق تعالیٰ

(۱) مجمع الزوائد رقم ۲۳۵، مسلم شریف رقم ۴۲۹

(۲) سیرۃ مصطفیٰ ج ۱/۳۲۰

شانہ نے اپنے حبیب کو آسمانوں پر بلایا، باقی سارے احکامات جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ زمین پر نازل فرمائے۔

نماز مومن کی معراج ہے، نماز اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے استفادہ کرنے کا ذریعہ ہے، نماز مسائل کا حل ہے، نماز میں روزی کے مسئلہ کا حل ہے۔

نماز پڑھنے والا اپنے رب سے راز و نیاز کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے، نماز میں بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو وہ رحمٰن کے قدموں پر سجدہ ریز ہوتا ہے، اور سجدہ کی حالت میں بندہ کو اللہ تعالیٰ سے جو قرب ہوتا وہ کسی اور حالت میں نہیں ہوتا، حدیث میں ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان راز و نیاز ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

''قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِی وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ فَنِصْفُھَا لِیْ وَنِصْفُھَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ'' میں نے نماز کو میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھوآدھ تقسیم کردی ہے، آدھا میرا، آدھا اس کا اور اس کو وہ دوں گا جو وہ مانگے گا، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ جب نماز میں کہتا ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے۔

حَمِدَنِي عَبْدِي..... میرے بندے نے میری تعریف کی

اور جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیم.....

تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے۔

مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ...... میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی

اور جب کہتا ہے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ .....

تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے

اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِيْ.....

میرے بندے نے میری ثنا بیان کی

اور جب کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن.....

تو اللہ کہتا ہے

هٰذَا بَیْنِيْ وَبَیْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ.

یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، وہ میری عبادت کرتا ہے میں اس کی مدد کرونگا۔(۱)

## صحابہ کرام نے نماز کے ذریعہ اللہ کے خزانوں سے استفادہ کیا

صحابہ کرام نے نماز کے ذریعہ اپنے مسائل حل کروائے، اور اللہ کے خزانوں سے استفادہ کیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ ہماری کشتی ٹوٹ گئی، (ہم ایک جنگل میں پہنچ گئے) ہمیں آگے راستہ نہیں مل رہا تھا، وہاں ایک شیر ایک دم ہمارے سامنے آیا جس سے ہمارے ساتھی گھبرا گئے۔

تو میں نے اس سے کہا: یَا اَبَا الْحَارِثِ! اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم.....

(۱) ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۹۵۳، ابوداؤد شریف عن ابی ہریرۃ رقم الحدیث ۸۲۱

کہ اے ابوالحارث (شیر کی کنیت) میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، تو وہ اپنا سر ہلاتا ہوا میری طرف آیا، اور اپنے کندھے سے مجھے دھکا دیا، گویا وہ مجھے راستہ بتا رہا تھا یہاں تک کہ جنگل سے نکال کر راستہ پر لا کھڑا کر دیا، پھر اس نے کاندھے سے اشارہ کیا، میں سمجھ گیا کہ یہ ہمیں رخصت کر رہا ہے۔(۱)

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں ایک مرتبہ قحط پڑا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ باہر نکلے اور دو رکعت (استسقاء کی) نماز پڑھائی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

ابھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے کہ بارش ہوگئی، ابھی لوگ اپنی اسی حالت میں تھے کہ کچھ دیہاتی باہر سے آئے، حضرت عمر کے پاس آ کر کہنے لگے۔

امیر المومنین! ہم لوگ فلاں دن فلاں وقت اپنے دیہاتوں میں تھے کہ اچانک ہمارے سروں پر بادل چھا گئے جس میں ہم نے آواز سنی۔

اَتَاکَ الْغَوْثُ اَبَا حَفْصٍ، اَتَاکَ الْغَوْثُ اَبَا حَفْصٍ.

ابوحفص (حضرت عمر کی کنیت) تمہارے پاس مدد آ گئی۔(۲)

## نماز سیکھنے کی چیز ہے

میرے بزرگو! نماز اللہ کے خزانوں سے لینے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، مگر جب کہ نماز نماز ہو، نماز کا ظاہر بھی بنا ہوا ہو، اس کا باطن بھی صحیح ہو۔

(۱) معجم کبیر طبرانی رقم ۶۴۳۲، مستدرک حاکم رقم ۶۵۵۰، عن محمد بن المنکدر

(۲) کنز العمال رقم ۲۳۵۳۸، جامع الاحادیث ۲۸۲۰۷، عن خوات بن جبیر

جب نماز صحیح بن جائیگی، تو نمازی اللہ کے خزانوں سے استفادہ کرسکتا ہے، اور بنی ہوئی نماز زندگی کے تمام شعبوں میں سدھار کولائے گی، اس لئے کہ حدیث میں ہے جس کی نماز صحیح ہوتی ہے اس کے سارے اعمال صحیح ہوتے ہیں، اور جس کی نماز درست نہیں اس کے باقی اعمال بھی درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنۡکَرِ.

نماز فحش اور بری باتوں سے روکتی ہے، نماز کے صحیح بننے سے معاشرت کا بگاڑ دور ہوجائیگا، اخلاقی بگاڑ دور ہوجائے گا، معاملات کی لائن صحیح ہوجائیگی۔

اس لئے نماز سیکھنے کی چیز ہے، اس کو صحیح بنانے کی کوشش کریں، اس کو درست کریں ہم جو نماز پڑھ رہے ہیں اس پر مطمئن ہرگز نہ رہیں بلکہ اس کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہیں۔

## اللہ کے نبی ﷺ صحابہ کو نماز سکھاتے تھے

اسی لئے حضور ﷺ صحابہ کو نماز کی تاکید فرمایا کرتے تھے، اور بہت اہتمام کرواتے تھے، آپ ﷺ فرماتے۔

صَلُّوۡ کَمَا رَأَیۡتُمُوۡنِیۡ اُصَلِّیۡ.

نماز ایسی پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، نماز کو صحیح بناؤ، اور اتنا ہی نہیں، بلکہ خود اللہ کے نبی ﷺ نماز سکھایا کرتے تھے، پوری نماز اور نماز کے ارکان آپ ﷺ صحابہ کو بتایا کرتے تھے۔

ابو مالک اشجعیؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں؛ وہ کہتے ہیں۔

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَسْلَمَ الرَّجُلُ كَانَ اَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلٰوةَ اَوْقَالَ عَلَّمَهُ الصَّلٰوةَ(۱)**

کہ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسلمان ہوتا تو آپ ہمیں نماز سکھاتے، یا فرمایا کہ اس کو نماز سکھاتے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

**كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا اَلسُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.**

کہ حضور ﷺ جیسے ہمیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے، اسی طرح تشہد بھی سکھاتے تھے۔(۲)

## نماز پر نقد فائدہ

نماز پر بے شمار فائدے ہیں نماز پر نقد فائدہ ہے روزی کی برکت۔

آدمی روزی کے مسئلہ میں کتنا پریشان رہتا ہے، کتنی دوڑ دھوپ کرتا ہے، روزی کی برکت اور روزی کے مسئلہ کے حل میں سب سے بڑا اثر نماز کا ہے، اسی لئے اللہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے کہا:

**وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَانَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى.**

---

(۱) مسند البزار رقم ۲۷۶۵

(۲) مسلم شریف رقم ۹۲۹، عن ابن عباسؓ، نسائی شریف رقم ۱۱۷۵، عن جابر، ابن ماجہ شریف رقم ۹۰۲، عن جابر

آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں، اور خود بھی اس کے پابند رہیں، ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے، روزی تو ہم آپ کو دیں گے، اور بہترین انجام پرہیزگاری کا ہے۔

حدیث شریف میں ہے

مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلٰوةِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَمْسِ خِصَالٍ، يَرْفَعُ عَنْهُ ضِيقَ الْعَيْشِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ وَيُعْطِيهِ اللّٰهُ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ، وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام واعزاز فرماتے ہیں۔

ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی روزی کے مسئلہ کو نماز کی برکت سے آسان کردیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس سے عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ قیامت میں اس کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے، چوتھے یہ کہ پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے گا، پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیگا۔(۱)

## آسمانوں سے بیت المقدس پھر مکہ مکرمہ واپسی

سارے عجائبات کا مشاہدہ ہو چکا، اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہوا اور جو باتیں محبّ اور محبوب کے درمیان ہوئیں وہ ہوئیں، جس کو قرآن نے مبہم بیان کیا ہے۔

(۱) فضائل اعمال

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی......

اور

لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی......

پس اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے پر جو وحی بھیجی، البتہ تحقیق کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، نماز اور دیگر تحفے عطا ہوئے۔

اس کے بعد آسمانوں سے آپ ﷺ ملائکہ کے ساتھ بیت المقدس پر اترے اور ایک روایت کے اعتبار سے براق وہیں قبۃ الصخرا پر بندھا ہوا تھا، وہاں سے براق پر سوار ہو کر رات ہی رات مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

## سب سے پہلے آپ ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہ سے واقعہ بیان کیا

حضرت اُمِّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کو معراج ہوئی، آپ ﷺ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے، اور ہم بھی سو گئے۔

جب فجر سے پہلے کا وقت ہوا تو ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جگایا، جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، تو فرمایا ام ہانی! میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا تھا، پھر میں بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی، پھر اب صبح کی نماز میں نے تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو۔

پھر آپ باہر جانے کے لئے اٹھے، تو میں نے آپ ﷺ کی چادر کا کندہ پکڑ لیا

اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ لوگوں سے یہ قصہ بیان نہ کریں کہ وہ جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیفیں دیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا واللہ میں ان سے اس قصہ کو ضرور بیان کرونگا۔

میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا، آپ پیچھے پیچھے جائیں، تاکہ آپ لوگوں سے جو کہیں اور لوگ جو آپ ﷺ سے کہیں، اس کو سنیں۔

## معراج کا واقعہ سن کر لوگ حیرت میں پڑ گئے

جب آپ باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو قصہ سنایا، تو لوگ بڑے تعجب میں پڑ گئے اور آپ ﷺ سے نشانیاں مانگنے لگے، کہنے لگے۔

اے محمد! اس کی کوئی نشانی بھی ہے؟ جس سے ہم کو یقین آئے، کیونکہ ایسی انوکھی بات ہم نے کبھی نہیں دیکھی، اور نہ کبھی سنی، لوگ اس کو جھٹلانے لگے، انکار کرنے لگے، استہزاء کرنے لگے۔

کسی نے سر پر ہاتھ رکھ لیا، کسی نے تالیاں بجائی، یہانتک کہ بعض نئے مسلمان جو ایمان و یقین میں پختہ نہیں ہوئے تھے وہ مرتد ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو رات ہی رات مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا اور صبح کو لوگوں سے تذکرہ فرمایا تو بعض جو نئے مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے۔

## حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب ملا

اور بعض مشرکین دوڑے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے دوست کی بھی خبر ہے کہتے ہیں کہ مجھ کو رات ہی رات بیت

المقدس لے جایا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا کہتے ہیں؟

لوگوں نے کہا ہاں، تو فرمایا اگر وہ کہتے ہیں تو ٹھیک کہتے ہیں۔

لوگ کہنے لگے، کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے، حالانکہ بیت المقدس یہاں سے کتنا دور ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں! میں تو اس سے زیادہ دور کی بات میں، ان کی تصدیق کرتا ہوں، یعنی آسمان کی خبر کے بارے میں جوان کے پاس صبح یا شام کو آتی ہے، ان کی تصدیق کرتا ہوں، اسی روز سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق پڑ گیا۔(۱)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیاں بتلائیں

بہرحال جب وہ مشرکین حیرت میں پڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ کیا کوئی نشانی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نشانی یہ کہ میں فلاں وادی میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا، اوران کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا، میں نے ان کو بتایا تھا، میں اس وقت شام کی طرف جارہا تھا (یعنی سفر معراج کا آغاز تھا)۔

پھر واپس آیا اور جب ضجنان میں فلاں قبیلہ کے قافلہ پر پہنچا، تو میں نے لوگوں کو سوتا ہوا پایا، ان کے ایک برتن میں پانی تھا اورانھوں نے اس کو ڈھانک رکھا

(۱) رواہ الحاکم فی المستدرک

تھا میں نے ڈھکنا اتار کر اس کا پانی پیا، پھر اسی طرح برتن ڈھانک دیا، اس کی نشانی یہ بھی ہے کہ اس کا قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کی طرف آرہا ہے، سب سے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہے، اس پر دو بورے لدے ہوئے ہیں، ایک کالا اور دوسرا دھاری دار ہے۔

لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے، تو اس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہیں ملا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

دوسرے قافلہ والوں سے بھی پوچھا، جن کے اونٹ کے بھاگنے کو آپ ﷺ نے بیان کیا تھا، یہ لوگ مکہ آچکے تھے۔

انہوں نے کہا واقعی صحیح فرمایا، اس وادی میں ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا، ہم نے اس وادی میں ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں ہمارے اونٹ کی خبر دے رہا تھا، یہاں تک کہ ہم نے ہمارے اونٹ کو پکڑ لیا۔ (۱)

بعض روایتوں میں ہے کہ اس واقعہ کو سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا کہ یہ جادو ہے، لوگوں نے کہا کہ ولید سچ کہتا ہے۔ (۲)

## حبسِ شمس کا معجزہ

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ نشانی بتلائی کہ فلاں تجارتی قافلہ جو شام سے آرہا ہے وہ بدھ کی شام تک مکہ پہنچ جائیگا۔

جب بدھ کا دن ہوا تو قافلہ نہ پہنچا اور سورج غروب کے قریب ہوگیا،

(۱) تذکرۃ الحبیب ص ۱۰۳
(۲) سیرت مصطفیٰ ج ۱/ ۳۱۱

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے سورج کو کچھ دیر کے لئے روک دیا، یہاں تک کہ قافلہ آپ ﷺ کی خبر کے مطابق اسی دن شام کو مکہ پہنچ گیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں پہنچا، ممکن ہے کہ دو قافلے ہوں، ایک صبح پہنچا ہو اور ایک شام کو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی قافلہ ہو، کچھ آدمی صبح پہنچے ہوں اور کچھ غروب کے وقت۔

علماء سیرت کے نزدیک یہ سورج کا غروب ہونے سے رک جانا حبسِ شمس کا معجزہ کہلاتا ہے، شیخ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں۔

وَشَمْسُ الضُّحٰی طَاعَتُکَ عِنْدَ مَغِیْبِهَا
فَمَا غَرَبَتْ بَلْ وَافَقَتُکَ بِوَقْفِهِ

سورج نے غروب ہونے کے وقت تیری بات مان لی، وہ غروب نہیں ہوا بلکہ غروب ہونے سے رک کر تیری بات کو پورا کر دیا۔(۱)

## بیت المقدس کے بارے میں مشرکین کے سوالات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفرِ معراج کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں، جن کو میں نے ضرورت نہ سمجھنے کی وجہ سے یاد نہ کیا تھا، تو اس سے مجھ کو اس قدر تھکن ہوئی کہ ایسی

(۱) سیرت مصطفیٰ ج۱/۳۱۱

کبھی نہ ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا کہ جو جو وہ مجھ سے پوچھتے تھے میں بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر بتاتا تھا۔(۱)

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، بیت المقدس کو میرے سامنے لایا گیا، اس طرح کہ میں اس کو دیکھ رہا تھا، یہاں تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لا کر رکھا گیا، اور میں اس کو دیکھ کر ان کے سارے جوابات دیتا رہا۔

حضرت امِ ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس تصویر کی شکل میں میرے سامنے آ گیا، اور میں ان لوگوں کو اس کی علامتیں بتلا رہا تھا، اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو (غیر ضروری ہونے کی وجہ سے) گنا نہ تھا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بس میں اس کو دیکھتا رہتا اور اس کے ایک ایک دروازہ کو شمار کرتا جاتا تھا۔

ابو معلیٰ کی روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی تھا جو جبیر بن مطعم کا والد تھا۔(۲)

## حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سوالات کئے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بیت المقدس کے متعلق سوال کیا کہ آپ بیان فرمائیے کیونکہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

آپ ﷺ بیان فرماتے جاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق کرتے

(۱) مسلم/مشکوٰۃ
(۲) تذکرۃ الحبیب ص ۱۰۵

جاتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر تم صدیق ہو، (۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے میں کوئی حرج نہیں تھا، کیونکہ ان کا پوچھنا شک وامتحان کے لئے نہیں تھا، بلکہ اس لئے تھا کہ کفار سن لیں، اور کفار کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس بات میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو دیکھے ہوئے ہیں اور یہ اطمینان تھا کہ یہ ظاہری بات میں غلط بات کی تصدیق نہ کریں گے۔ (۲)

## معراج کا سفر جسمانی تھا

ان مشرکین مکہ کے اشکالات، سوالات اور نشانیاں پوچھنا یہ خود اس بات کو ظاہر کررہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ سفر کوئی خواب کے قبیل کا یا روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا، آپ ﷺ اسی جسدِ اطہر کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

اسی لئے تمام صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کو اسی جسدِ مبارک کے ساتھ بیداری کی حالت میں معراج ہوئی، صرف دو تین صحابہ اور تابعین سے نقل کیا جاتا ہے کہ یہ سیر روحانی تھی یا کوئی عجیب وغریب خواب تھا...... مگر صحیح یہی ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام واقعہ از اول تا آخر بحالت بیداری اسی جسد شریف کے ساتھ اور بیداری میں واقع ہوا۔

اگر کوئی خواب یا کشف ہوتا تو مشرکینِ مکہ اس قدر تمسخر اور استہزاء نہ کرتے اور نہ بیت المقدس کی علامتیں آپ سے پوچھتے، خواب یا کشف کی عجیب وغریب چیز بھی قبولیت کی گنجائش رکھتی ہے، خواب دیکھنے والے سے نہ کوئی علامت ونشانی

(۱) سیرۃ ابن ہشام
(۲) حوالہ سابق

پوچھتا ہے اور نہ کوئی اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کا یہ سفرِ معراج آپ کا بڑا معجزہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا، یہاں پر معراج کا بیان ختم ہوا، اور اس سے پہلے اسراء کا واقعہ بیان کیا گیا تھا۔

اب اخیر میں مناسب معلوم ہوتا ہے اس پورے واقعہ کے اسرار وحِکَم اور لطائف ومعارف ............ جو سیرۃ مصطفیٰ اور تذکرۃ الحبیب اور دیگر کتب سیر میں مذکور ہیں ............ بیان کئے جائیں، اور اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کے معجزات جو الگ الگ عالم میں ظاہر ہوئے بیان کئے جائیں، تاکہ قارئین کے سامنے اجمالاً معجزات کا تذکرہ بھی آجائے۔

# لطائفِ وحِکَم در قصّۂ معراج

معراج کے قصہ میں عجیب وغریب لطائف وحکم اور معارف واسرار ہیں، جن کو علماء کرام نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائے ہیں۔

حضرت اقدس تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی بے مثال کتاب نشر الطیب میں دو طرح کے فوائد ولطائف بیان کئے ہیں، پہلی قسم فوائد حُکْمِیَہ اور دوسری قسم فوائد حِکمیہ، دوسرے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ پہلی قسم کے فوائد عملی ہیں اور دوسری قسم کے فوائد علمی ہیں۔

# پہلی قسم عملی فوائد

## پہلا فائدہ

احادیثِ معراج میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے، گوفرشتے مرد اور عورت ہونے سے پاک ہیں۔ مگران کا ذکر شریعت میں مذکر کے صیغہ سے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکر ہیں۔

## دوسرا فائدہ

براق کو وہاں پہنچ کر حلقہ سے باندھ دیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امور میں احتیاط کرنا اور اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے، جب کہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہو۔

## تیسرا فائدہ

جب جبرئیل علیہ السلام سے آسمان کے دروازے پر پوچھا گیا کہ کون ہے، تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں اپنا نام بتایا کہ جبرئیل ہوں، یوں نہیں کہا کہ ''میں'' اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح پوچھنے والے کے جواب میں ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف ''میں'' کہنا اکثر اوقات پہچاننے کے لئے کافی نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں اس کو منع بھی فرمایا ہے۔

## چوتھا فائدہ

اور اس سے اجازت طلب کرنے کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر میں گو وہ مردانہ ہی ہے بلا اجازت داخل نہ ہونا چاہئے۔

## پانچواں فائدہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے سر لگانا اور قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے، اگرچہ ہمارے لئے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں۔

## چھٹا فائدہ

آدم علیہ السلام دائیں طرف دیکھ کر ہنستے تھے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے تھے، اس سے اولاد پر والد کی شفقت ثابت ہوتی ہے کہ اولاد کی خوش حالی پر خوش ہو اور بدحالی پر غمگین ہو۔

## ساتواں فائدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر روئے کہ ان کی امت کے لوگ جنت میں میری امت کے لوگوں سے زیادہ جائیں گے، چونکہ یہ رونا اپنی امت پر غم وحسرت اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی کثرتِ تابعین پر غبطہ (رشک) کے طور پر تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ آخرت کے امور میں غبطہ پسندیدہ ہے۔ غبطہ کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس یہ نعمت چلے جانے کی تمنا نہ کرے، ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔

(یہ فوائد امام نووی شارحِ مسلم نے لکھے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال میں آئے لکھے جاتے ہیں)

## آٹھواں فائدہ

جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی سواری کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام تھامی۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ سوار اگر کسی مصلحت سے اپنے خدام سے ایسا کام لے یا کوئی محبت کرنے والا صرف اکرام ومحبت سے یہ کام کرے تو اس کو قبول کر لینا جائز ہے البتہ تکبر کے لئے نہ ہو۔

## نواں فائدہ

آپ ﷺ نے بعض مقاماتِ متبرکہ (برکت والی جگہوں) میں نماز پڑھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقاماتِ شریفہ میں نماز پڑھنا موجبِ برکت ہے

بشرطیکہ اس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہ ہو، خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔

## دسواں فائدہ

راستے میں آپ ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا جیسا کہ پہلے گذرا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سوار گزرتے ہوئے کسی بیٹھنے اور چلنے والے کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو بیٹھے ہوئے اور پیدل چلنے والے کے لئے افضل ہے کہ سوار اور بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

## گیارھواں فائدہ

آپ ﷺ نے بعض اعمال پر لوگوں کو ثواب ملتے ہوئے اور بعض کو سزا ملتے ہوئے دیکھا، اس سے ان اعمالِ خیر کا اختیار کرنا اور ان اعمالِ شر سے بچنا معلوم ہوتا ہے۔

## بارھواں فائدہ

آپ ﷺ نے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھی، اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔

## تیرھواں فائدہ

آپ ﷺ بیت المقدس میں امام بنائے گئے، اس سے ثابت ہوا کہ امامت قوم میں بہتر آدمی کی افضل ہے۔

## چودھواں فائدہ

تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا، اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو شکر اور تحدیث بالنعمۃ (نعمت کو بیان کرنے) کے لئے کرے تو پسندیدہ ہے۔

## پندرھواں فائدہ

آپ ﷺ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ ﷺ کے سامنے حاضر کئے گئے، اس سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے میں وسعت کرنا مہمان کے لئے جائز ہے۔

## سولھواں فائدہ

ان برتنوں کے پیش کرنے کا مقصد امتحان ہو، تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین میں امتحان لینا جائز ہے۔

## سترھواں فائدہ

فرشتے آپ ﷺ کو دونوں طرف گھیرے ہوئے تھے، جیسا کہ پہلے گذرا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کے لئے خادم دونوں طرف گھیرے ہوں تو برا نہیں ہے۔

## اٹھارھواں فائدہ

آپ ﷺ جب آسمان پر پہنچے تو فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو مرحبا کہا، اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کا اکرام اور خوشی کا اظہار اس کے آنے پر مطلوب ہے۔

## انیسواں فائدہ

آپ ﷺ نے آسمانوں میں خود انبیاء علیہم السلام کو سلام کیا، اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اگرچہ آنے والا افضل ہو۔

## بیسواں فائدہ

آپ ﷺ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لئے دعا فرمائی اس سے مقامِ قرب میں پہنچ کر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔

## اکیسواں فائدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ نماز کے عدد میں کمی کی درخواست کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جس کو مشورہ دیا جائے وہ اپنے سے رتبہ میں بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

## بائیسواں فائدہ

آپ ﷺ نے نماز میں کمی کی درخواست کی، اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ قبول کر لینا پسندیدہ ہے۔

## تیئیسواں فائدہ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگوں سے بیان نہ فرمائیں جیسا کہ پہلے گذرا، اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہے اس کو ظاہر نہ کیا جائے، کیونکہ ان کے مشورے کا حاصل یہی ہے۔

## چوبیسواں فائدہ

پھر آپ ﷺ کے جواب سے معلوم یہ ہوا کہ اس اصل میں تفصیل ہے یعنی جو امر دین میں ضروری نہ ہو، اس کو ظاہر نہ کیا جائے اور ضروری میں فتنہ کی پرواہ نہ کی جائے۔

## پچیسواں فائدہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے بیت المقدس کے حالات پوچھے، جس کی غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار اعتبار کریں گے جیسا کہ پہلے گذرا، اس سے معلوم ہوا کہ اہل حق و اہل باطل کے درمیان بات چیت کے وقت حق کی تائید میں گفتگو میں ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا جائز ہے۔

یہ کل پچیس واقعات ہوئے یہ تمام فوائد نشر الطیب سے ماخوذ ہیں۔

# دوسری قسم علمی فوائد

قال اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (سورۃ الإسراء)

پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات ہی رات عجب طور پر مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا۔ جس کے آس پاس (ملک شام کو) ہم نے (دینی اور دنیوی لحاظ سے) بابرکت بنایا ہے، (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بہت زیادہ انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں اور دنیوی برکت یہ کہ درخت، نہریں، اور پھل پھول بہت زیادہ ہیں۔ غرض مسجدِ اقصیٰ تک عجیب طریقے سے اس لئے گئے) تاکہ ہم اس بندے کو اپنی قدرت کے عجائبات دکھائیں۔ (جن عجائبات میں سے کچھ تو یہ ہیں کہ اتنی تھوڑی سی دیر میں اتنا لمبا فاصلہ طے کرنا، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھنا اور ان کی باتیں سننا اور کچھ عجائبات آسمان پر جانا اور وہاں کے حالات دیکھنا۔ جو بہت سے عجائبات ہیں۔)

بے شک اللہ تعالیٰ بہت سننے اور بڑے دیکھنے والے ہیں۔ (کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی باتوں کو سنتے اور ان کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ اس لئے ان کو ایسی عزت

ومرتبہ کا مقام عطافرمایا۔

فائدہ: اس جگہ چند علمی فوائد ونکات ذکر کئے جاتے ہیں، جو حضرت تھانویؒ کی نشر الطیب سے ماخوذ ہیں۔

## پہلا فائدہ

پہلی بات: (آیت کو سبحان سے شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) سبحان برائی سے پاک ہونے اور تعجب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ اس طرح لے جانا بھی عجیب تھا اور انتہائی عجیب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت بتانے والا تھا۔ اس لئے سبحان سے شروع کرنا مناسب ہوا۔ اسی لئے احقر نے ترجمے میں لفظ ''عجب طور پر'' کو ظاہر کردیا۔ صحاح میں ہے کہ یہ جانا براق پر ہوا تھا جس کی برق رفتاری بھی عجیب تھی۔

## دوسرا فائدہ

مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جانے کو اسراء کہتے ہیں، آگے آسمانوں پر جانے کو معراج کہتے ہیں۔ کبھی دونوں لفظ اسراء اور معراج مسجد اقصیٰ تک آنے اور آسمانوں پر جانے کے لئے بھی بولے جاتے ہیں۔

## تیسرا فائدہ

آیت میں ''بِعَبْدِہٖ'' کہنے سے دو فائدے ہیں۔ ایک تو آپ ﷺ کی قربت (اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے) اور قبولیت (اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہونے) کا اظہار ہے۔ دوسرے اس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی آپ کو خدا نہ سمجھ بیٹھے۔

## چوتھا فائدہ

مسجدِ حرام مکہ کو بھی کہتے ہیں اور یہاں دونوں معنی صحیح ہو سکتے ہیں (یعنی مسجد حرام اور مکہ دونوں مراد ہو سکتے ہیں) کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اس وقت حطیم میں تشریف رکھتے تھے۔ (تو اس وقت مراد مسجدِ حرام ہوئی) اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے (تو اس وقت مراد مکہ ہوا)

## پانچواں فائدہ

مسجدِ اقصیٰ کا نام مسجدِ اقصیٰ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی میں ''بہت دور'' ہیں کیونکہ مسجدِ اقصیٰ مکہ سے بہت دور ہے۔ اس لئے اس کا نام مسجدِ اقصیٰ رکھا گیا۔

## چھٹا فائدہ

آپ ﷺ کو لیجائے بغیر بھی تمام عجائبات آپ ﷺ کو دکھائے جا سکتے تھے، لیکن آپ کو لیجانے میں اور سوار کرانے میں زیادہ اکرام اور اظہارِ شان ہے اس لئے آپ ﷺ کو لے گئے۔

## ساتواں فائدہ

رات کو لے جانے میں یہ حکمت ہے کہ رات خاص تنہائی کا وقت ہے۔ رات کے وقت بلانا زیادہ خصوصیت کی نشانی ہے۔

## آٹھواں فائدہ

مسجدِ اقصیٰ سے مراد صرف اقصیٰ کی زمین ہے۔ کیونکہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے درمیانی زمانہ میں مسجد کی عمارت منہدم کردی گئی تھی۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ جب مسجد نہیں تھی تو وہاں کیوں لے گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسجد تو اصل زمین ہی ہوتی ہے، مسجد کی عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے۔ اس مسجد سے مراد مسجد کی زمین ہی لی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ پھر کفار نے آپ ﷺ سے مسجد کے بارے میں سوالات کیے اور حضور ﷺ نے جواب بھی دیئے، تو جب مسجد نہیں تھی تو یہ سوالات وجوابات کیسے ہوئے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ منہدم (گری ہوئی) عمارت ہی کی ہیئت وصورت کے بارے میں سوال کیا ہوگا، یا مسجد اقصیٰ کی زمین کے آس پاس لوگوں نے مسجدِ اقصیٰ کے نام سے عمارتیں بنائی تھیں۔ ممکن ہے ان عمارتوں کے بارے میں سوال کیا ہوگا۔

## نواں فائدہ

یہ جملہ "اَلَّذِیْ بَارَکْنَا" کہ "ہم نے اس کے آس پاس کو بابرکت بنایا ہے" مسجدِ اقصیٰ کی تعریف میں بڑھایا ہے۔ جب آس پاس کا علاقہ باوجود مسجد نہ ہونے کے بابرکت تھا، تو مسجد میں کتنی زیادہ برکت ہوگی، مسجد اقصیٰ کے آس پاس دو قسم کی برکتیں ہیں (دینی ودنیوی) دینی برکت دنیاوی برکت سے زیادہ ہے (دینی اور

دنیاوی برکت کا بیان گزر چکا ہے) مزید دینی برکت یہ کہ اکثر انبیاء کرام کی عبادت کا بیت المقدس مرکز رہا ہے، تو روحانی برکت زیادہ ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ مسجدِ اقصیٰ میں انبیاء کرام نے عبادت کی ہے تو اس سے بھی وہاں دینی برکت خوب ہے۔

## دسواں فائدہ

''لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا'' کہ ''تا کہ ہم اس بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں'' کسی چیز کو نشانی کہنا یہ اس کے بڑے ہونے اور باکمال ہونے کی علامت ہے۔ خاص طور پر آسمان میں جو نشانیاں دیکھیں، اور انبیاء کرام علیہم السلام سے جو ملاقات ہوئی، یہ نشانیاں زمین کی نشانیوں سے افضل ہیں۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے مسجد سے آگے جانے کو صاف طور سے کیوں بیان نہیں کیا گیا اور اشارہ سے سمجھایا گیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ معراج عجیب واقعہ ہے اگر کوئی اس کا انکار کرے تو کافر نہ ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر شفقت ہے۔

## گیارھواں فائدہ

''اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ'' کہ ''اللہ تعالیٰ بہت سننے اور بڑے دیکھنے والے ہیں'' کے بڑھانے کا فائدہ ہوسکتا ہے کہ معراج کے جھٹلانے والوں کو ڈرانا مقصود ہے کہ ہم تمہارے جھٹلانے اور تمہاری مخالفت کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔

اس لئے تم کو خوب سزا دیں گے۔

## بارھواں فائدہ

''لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا'' کے بعد ''اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ'' فرمایا گیا ہے، یہ اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ تمام چیزیں دیکھ لی ہیں، لیکن وہ ہم سے علم میں برابر نہیں ہو گئے، کیونکہ ہم نے ہی ان کو یہ عجائبات دکھائے ہیں، دوسرے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ نشانیاں دیکھی ہیں اور ہم (اللہ تعالیٰ) بغیر کسی کے دکھائے دیکھنے، اور بغیر کسی کے سنائے سننے والے ہیں۔

## تیرھواں فائدہ

ان آیات میں صرف مسجدِ اقصیٰ تک جانے کا ذکر ہے، مسجدِ اقصیٰ کے اندر جانے کا ذکر احادیث میں ہے۔ آپ ﷺ مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور نماز میں آپ ﷺ ان کے امام بنے۔

## چودھواں فائدہ

اس آیت میں مسجد سے آگے آسمانوں میں جانے کا ذکر صاف طور سے نہیں ہے، اگرچہ اشارہ موجود ہے، اس سے زیادہ سورۃ النجم کی آیت ''وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى'' میں آسمانوں پر جانے کا ذکر صاف طور سے موجود ہے۔

سورۃ نجم میں ہے کہ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ

کے پاس دیکھا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک گئے تھے۔

## پندرھواں فائدہ

اللہ تعالیٰ نے جتنے اہتمام سے معراج کا قصہ بیان فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک انتہائی عجیب قسم کا واقعہ ہے، اگر یہ واقعہ نیند کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتا تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ (نیند میں تو ایسے واقعات عام انسانوں کے ساتھ بھی پیش آسکتے ہیں)

## سولھواں فائدہ

آیت میں "بِعَبْدِہٖ" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی بندہ کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو لے گئے، اس کے معنی ایسے ہی ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں کا غلام آیا تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ غلام جاگنے کی حالت میں آیا

## سترھواں فائدہ

اگر یہ واقعہ خواب کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوتا تو جب کفار نے معراج کو جھٹلایا تھا، بیت المقدس اور اپنے قافلے کے حالات پوچھے تھے (جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے) تو آپ ﷺ اس وقت بہت آسانی سے جواب دے دیتے کہ میں کب کہہ رہا ہوں کہ یہ واقعہ جاگنے کی حالت میں ہوا ہے، جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ بلکہ آپ ﷺ تو بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت بیان کرنے کی فکر میں پڑ گئے تھے جیسا کہ حدیثوں میں ہے۔ اور اس فکر پر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ ﷺ کے

سامنے کردیا۔آپ نے بتادیا۔(رواہ مسلم)

## اٹھارھواں فائدہ

تمام علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو شبِ معراج میں دیکھا تھا یا نہیں، دیکھنے اور نہ دیکھنے دونوں روایت میں تاویل ہوسکتی ہے۔جن روایات میں دیکھنا آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ دیکھنا دل سے ہوا اور جن روایات میں کہ نہ دیکھنا آیا، اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ خاص دیکھنے کی نفی ہو کہ جس طرح قیامت کے دن جنت میں جس طرح دیکھیں گے اس کے مقابلے میں یہ دیکھنا بہت تھوڑا ہے، اگرچہ دیکھنا تو ہے جس طرح چشمے کے بغیر بھی دیکھا جاسکتا ہے وہ بھی دیکھنا ہے لیکن جو دیکھنا چشمے کے ساتھ ہے وہ زیادہ واضح ہے۔

## انیسواں فائدہ

بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ ''ہم نے زمین وآسمان کی نشانیاں ان کو دکھائیں'' اور یہاں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ ''ہم نے آپ ﷺ کو کچھ نشانیاں دکھائی ہیں'' یعنی ابراہیم علیہ السلام کو زیادہ دکھائیں اور حضور ﷺ کو کم دکھائیں............اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ زمین وآسمان کی نشانیاں ساری نشانیاں تو نہیں ہیں (بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں ہیں)

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جو تھوڑی نشانیاں دکھائیں، وہ ان نشانیوں سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائیں گئیں رتبہ میں زیادہ ہیں۔

## بیسواں فائدہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آسمانوں کے لئے پھٹنا اور چرنا ناممکن ہے۔ جواب یہ ہے کہ ناممکن کے لئے نہ ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس میں بھی ہونے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ آسمان پھٹ اور چر نہیں سکتے۔ اس لئے یہ بات ہی غلط ہے۔

## اکیسواں فائدہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اتنی جلدی اور تیزی کے ساتھ اتنی دور جانا اور آنا کیسے ممکن ہے، جواب یہ ہے کہ بعض ستارے بہت بڑے ہیں لیکن انتہائی تیز ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیزی کی حد نہیں ہے۔

## بائیسواں فائدہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں ہے اور گرمی بہت زیادہ ہے۔ جسم وہاں سلامت نہیں رہ سکتا۔ (بلکہ جل جائے گا)

جواب: یہ ناممکن نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے (آگ میں ہاتھ ٹھہر نہیں سکتا مگر تیزی سے ہاتھ آگ میں گزارا جاسکتا ہے)

## تیسواں فائدہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آسماں ہی نہیں ہے۔

جواب: ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

# من القصیدہ

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلاً اِلٰی حَرَمٍ کَمَا سَرٰی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ
وَ بِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً مِنْ قَابَ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرِکْ وَلَمْ تَرِمِ
وَقَدَّ مَتْکَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ بِهَا وَالرُّسُلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ
وَ اَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ فِیْ مَوْکَبٍ کُنْتَ فِیْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ
حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاوًا لِمُسْتَبَقٍ مِنَ الدُّنُوِّ وَلاَ مَرْقاً لِمُسْتَنِمِ
خَفَضْتَ کُلَّ مَکَانٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ نُوْدِیْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرِدِ الْعَلَمِ
کَیْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیَّ مُسْتَتَرٍ عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیَّ مُکْتَتَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
وَلْنَخْتِمِ الْکَلاَمَ عَلٰی وَقْعَةِ الْاِسْرَاءِ وَبِالصَّلٰوةِ عَلٰی سَیِّدِ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ
وَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَهْلِ الْاِجْتِبَاءِ
وَمَا دَامَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ

ترجمہ: آپ ﷺ ایک ہی رات میں حرم شریف مکہ سے حرمِ محترم مسجدِ اقصیٰ تک ایسے تشریف لے گئے جیسے چاند تاریکی کے پردہ میں نہایت روشنی کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے ترقی کرتے ہوئے رات گزاری اور ایسی ترقی کی (اور قربِ خداوندی حاصل کیا) کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگوں میں کسی نے بھی اس ترقی کے درجہ کو حاصل نہیں کیا، بلکہ اس درجہ کی بلندی ایسی تھی کہ کسی نے بھی اس تک پہنچنے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اور آپ ﷺ کو بیت المقدس میں تمام انبیاء اور رسولوں نے اپنا

امام و پیشوا اس طرح بنایا جس طرح مخدوم خادموں کا امام و پیشوا ہوتا ہے۔اور( آپ ﷺ کی ترقی میں سے یہ بھی ہے کہ) آپ ﷺ سات آسمانوں کو جو ایک دوسرے پر ہیں طے کرتے جاتے تھے۔فرشتوں کے ایسے لشکر کے ساتھ جس کے سردار اور جھنڈا اٹھانے والے آپ ہی تھے۔(آپ ﷺ بلند درجہ کی طرف ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو طے کرتے رہے) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اتنی ترقی کی کہ کوئی آگے بڑھنے والا منزل سے اتنا قریب نہ ہوا اور نہ ہی کوئی بلند مرتبہ کو چاہنے والا اتنا بلند مرتبہ حاصل کر سکا۔(جب آپ ﷺ کی ترقیات انتہائی درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اونچے مقام کے ملنے کی وجہ سے ہر صاحب مقوم کو پست (نیچا) کر دیا۔

(یہ ندا یا محمد کی اس لئے تھی) تا کہ آپ ﷺ کو وہ درجہ حاصل ہو جو آنکھوں سے خوب پوشیدہ تھا) اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی تھی) تا کہ آپ ﷺ اس اچھے بھید سے کامیاب ہوں جو انتہائی پوشیدہ ہے۔

☆☆☆

# رسول اکرم ﷺ کے چند معجزات

اگر رسول اللہ ﷺ کے تمام معجزات شمار کئے جائیں تو بہت مشکل ہے۔ایک تو اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کی ہر بات ہر کام اپنی حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے خلاف معمول ہے۔(جو عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے) دوسرے اس وجہ سے بھی مشکل ہے کہ آپ کی باتوں اور آپ کے تمام کاموں کو شمار کرنا ناممکن ہے۔

آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔آپ ﷺ کے معجزات تمام عالَموں میں ظاہر ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا:''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ''کہ ہم نے آپ کو تمام عالموں کی طرف رحمت بنا کر بھیجا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب تک زمین پر کوئی آدمی اللہ اللہ کہنے والا ہوگا قیامت نہیں آئیگی۔اللہ اللہ کہنے والا آپ ﷺ کی رسالت پر اقرار کرنے والا بھی ہوگا۔اس سے معلوم ہوا آپ ﷺ تمام عالموں کے باقی رہنے کا ذریعہ ہیں۔کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت تمام عالموں کے لئے ہے،اس لئے آپ ﷺ کے معجزے بھی تمام عالموں میں ظاہر ہوئے۔

## عالَم کی کل نو (۹) قسمیں ہیں

(۱) عالم معانی جیسے رنگ بو اور کلام کا عالم (۲) فرشتوں کا عالم (۳) انسانوں کا عالم (۴) جنوں کا عالم (۵) آسمان اور چاند تاروں کا عالم (۶) جمادات کا عالم (۷) نباتات کا عالم (۸) حیوانات کا عالم (۹) ہوا کا عالم۔

ان تمام عالموں میں حضور ﷺ کے معجزے ہوئے ہیں۔ آگے ہر عالم کے دو چار معجزات کو اسی اقسام کی ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

## عالم معانی کلام وغیرہ میں آپ ﷺ کا معجزہ

### پہلا معجزہ قرآن مجید

اپنی فصاحت، بلاغت اور غیب کی خبریں دینے کی وجہ سے ایک معجزہ ہے، اور قیامت تک زندہ وجاوید رہے گا، اس کے ایک حرف یا نقطہ میں بھی کسی طرح کی کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی

### پیشین گوئیاں (دوسرا معجزہ)

یعنی وہ باتیں جن کے ہونے کے بارے میں آپ ﷺ نے خبر دی ہے:

چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک وعظ میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب بیان کردیا تھا۔ جس نے ان باتوں کو یاد رکھا وہ اس کو یاد رہی اور جو ان کو بھول گئے وہ بھول گئے۔ مجھے اور (میرے) ان ساتھیوں کو وہ باتیں معلوم ہیں۔ بعض باتیں ان میں سے ایسی بھی ہیں کہ میں ان کو بھول گیا تھا، لیکن جب میں ان باتوں کو (ہوتا ہوا) دیکھتا ہوں تو وہ مجھے یاد آجاتی ہے کہ یہ وہی بات ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی تھی۔ جس طرح کسی شخص کی شکل دیکھی ہوئی ہے اور وہ غائب ہوجائے (تو اس کی شکل بھول جاتی ہے) لیکن جب وہ سامنے آجائے تو

اس کی شکل یاد آجاتی ہے۔(۱)

## آپ کے زمانے کے ساتھ پیشنگوئیاں (تیسرا معجزہ)

وہ واقعات جو آپ ﷺ کے زمانے میں ہوئے اور آپ ﷺ نے بغیر دیکھے ان کی خبر دی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے (غزوہ موتہ کے واقعہ میں) حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ،اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو انکی شہادت کی خبر سنائی۔

چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مسلمانوں کا) جھنڈا زید نے اٹھایا اور وہ شہید کر دیئے گئے، پھر جھنڈا جعفر نے اٹھایا اور وہ بھی شہید ہوگئے، پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی شہید ہوگئے (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر فرمایا: آخر جھنڈا ایک اللہ کی تلوار (خالد بن ولید) نے لیا اور فتح حاصل ہوئی۔ پھر بالکل اسی طرح خبر آئی جس طرح آپ ﷺ نے بیان فرمائی۔(۲)

# فرشتوں کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

## پہلا معجزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کا ایک شخص مشرکین کے ایک شخص کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اچانک اس نے ایک کوڑا مارنے والے اور سوار کی آواز سنی (سوار نے کہا) اے حیزوم! آگے بڑھ۔ (اس کے ساتھ ہی)

(۱) بخاری و مسلم حذیفہؓ
(۲) بخاری عن انس

اس مسلمان نے کیا دیکھا کہ وہ مشرک آگے چت گرا ہوا ہے، اس کی ناک ٹوٹی ہوئی ہے اور منہ پھٹ گیا ہے۔ جس جگہ زمین پر کوڑا لگا وہ ساری جگہ سبز ہوگئی۔ وہ شخص مسلمان انصاری تھا، اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر سارا واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کی مدد کا فرشتہ تھا۔(۱)

**فائدہ:** حیزوم فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ بدر، احد اور حنین میں فرشتوں نے مدد کی۔

## دوسرا معجزہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے جبرئیل علیہ السلام کی اصلی صورت دکھایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم (ان کو اصلی صورت میں) نہ دیکھ سکو گے۔ انہوں نے کہا: آپ دکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اتر آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دیکھو۔ انہوں نے دیکھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم سبز زمرد کی طرح چمکتا ہوا تھا (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر) بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

# عالم انسان میں حضور ﷺ کا معجزہ

اس میں چار معجزے ذکر کئے جاتے ہیں۔

## پہلا معجزہ

ظہور ہدایت (ہدایت کا ظاہر ہونا)

(۱) مسلم عن ابن عباس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا، وہ مشرک تھیں، ایک دن میں نے ان کو اسلام لانے کے لئے کہا: انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی بات کی۔ مجھے برا لگا۔ میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَللّٰھُمَّ اھْدِاُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ** یااللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمایئے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا: ابو ہریرہ وہیں ٹھہرے رہو۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ نے نہا کر دوسرے کپڑے پہنے، پھر دروازہ کھولا اور کہا: ابو ہریرہ!

**اشھد ان لا الہ الااللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ**

میں خوش ہو کر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنی والدہ کے اسلام لانے کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا فرمایا: (۱)

## دوسرا معجزہ برکت کا ظاہر ہونا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن خدیم رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ کسی آدمی کے منہ میں سوجن ہوتی یا کسی بکری کے تھن میں سوجن ہوتی اور وہ اس سوجن والی جگہ کو حنظلہ کے سر میں اس جگہ لگاتا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ لگایا تھا۔ تو سوجن فوراً ختم ہو جاتی۔ (بیہقی)

(۱) مسلم عن ابی ہریرہؓ

## تیسرا معجزہ مریضوں کا شفا پانا

حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کے باپ کی آنکھوں میں ایک سفید داغ پڑ گیا تھا اور بالکل اندھے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں پر دم کیا، تو اسی وقت ان کی آنکھوں میں بینائی آ گئی۔(۱)

راوی کہتے ہیں: میں نے انہیں اَسّی برس کی عمر میں سوئی میں ڈورا ڈالتے ہوئے دیکھا۔

## چوتھا معجزہ بے ادب لوگوں پر قہر نازل ہونا

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ اس آدمی کا سیدھا ہاتھ صحیح تھا، لیکن اس نے یہ بات صرف تکبر کی وجہ سے کہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ وہ ساری زندگی اپنا سیدھا ہاتھ منہ تک نہیں لے جا سکا۔(۱)

## جنوں کے عالم میں حضور ﷺ کا معجزہ

اس میں دو معجزے ذکر کئے جاتے ہیں۔

## پہلا معجزہ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک

(۱) بیہقی، طبرانی، ابن ابی شیبہ

سفر میں تھے، راستے میں ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ اس گاؤں کے لوگ آپ ﷺ کے تشریف لانے کی خبر سن کر گاؤں کے باہر آ کر آپ ﷺ کے استقبال کے لئے آپ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔

جب آپ ﷺ وہاں پہنچے، تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس گاؤں میں ایک نوجوان عورت ہے، اس پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے اور اس پر چڑھ آیا ہے، نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے۔

قریب ہے کہ ہلاک ہو جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس عورت کو دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: اے جن! تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ محمد رسولِ خدا ہوں، اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا۔ آپ ﷺ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت صحیح ہو گئی۔ نقاب منہ پر ڈال لیا اور مردوں سے شرمانے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی۔ (۲)

## دوسرا معجزہ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک غلہ کی کوٹھری میں کھجور بھرے ہوئے تھے۔ ایک جنیہ اس میں سے نکال کر لے جاتی تھی۔ انہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، اب جب اس کو دیکھو تو یہ کہنا **بِسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ** ..... یعنی اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر چل۔ (اس کے بعد) انہوں نے اس کو پکڑ لیا، پھر اس نے قسم کھائی کہ اب نہ

(۱) مسلم
(۲) خطیب عن جابرؓ

آؤں گی اور اس کو چھوڑ دیا۔(۱)

## فائدہ:

یہ آپ ا کا معجزہ ہے کہ اس کے مومن نہ ہونے کے باوجود صرف آپ کے نام کی برکت کی وجہ سے گرفتار ہوگئی۔

## آسمانوں اور ستاروں کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

اس میں دو معجزے ذکر کیے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔

معراج میں آسمانوں کو طے کرنا، آسمانوں میں معجزہ ہے۔

## مٹی کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

ایک معجزہ ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہجرت کے سفر میں) سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، میں نے اس دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ہمیں ایک شخص پکڑنے کے لئے آرہا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "لاتحزن ان اللّٰہ معنا" یعنی غم مت کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے سراقہ کے لئے بددعا فرمائی۔ اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ اس نے کہا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اب دعا کرو کہ میں اس حالت سے نجات پاؤں۔ میں قسم کھاتا

(۱) ترمذی عن ابی ایوب

ہوں کہ تمہاری تلاش میں آنے والے لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔

آنحضرت ﷺ نے اس کی نجات کے لئے دعا فرمائی۔ اس کو اس مصیبت سے نجات حاصل ہوئی۔ وہ واپس چلا گیا جو کوئی اس سے ملتا وہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتا کہ ادھر کوئی نہیں ہے۔(۱)

## پانی کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

اس میں ایک معجزہ ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے تھے۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹے میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہمارے لشکر میں پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ (ہاتھ) مبارک کو لوٹے میں رکھا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹنے اور جوش مارنے لگا۔ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔(۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ کتنے آدمی تھے، انہوں نے کہا: اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہو جاتا (یعنی پانی اتنا زیادہ تھا لیکن ہم پندرہ سو آدمی تھے)

---

(۱) بخاری مسلم عن ابی بکر
(۲) بخاری مسلم عن جابر

# آگ کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

اس میں ایک معجزہ ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق میں انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور تقریباً تین سیر جَو کا آٹا گوندھ کر تیار کیا۔ حضور ﷺ کو چپکے سے یہ بات بتائی اور عرض کیا: آپ ﷺ چند آدمیوں کے ساتھ کھانے کے لئے تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ نے تمام اہل خندق کو جو ایک ہزار تھے پکار کر جمع فرمایا اور اپنے ساتھ لے چلے۔

آپ ﷺ نے مجھ (جابر رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: جب تک میں نہ آؤں ہانڈی کو چولہے سے مت اتارنا اور روٹی مت پکانا۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور آبِ دہن (تھوک) مبارک گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اور فرمایا: ایک روٹی پکانے والی اور بلوالو۔ ہانڈی میں شوربا نکال نکال کر دو مگر اس کو چولہے پر سے اتارنا نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہزار آدمی تھے، قسم خدا کی سب نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش میں رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا۔(۱)

## فائدہ:

اس سے آگ کے عالم میں بھی ایک خلافِ عادت بات ظاہر ہوئی کہ آگ کا اثر شوربے کو کم کرنا ہے، لیکن آگ نے شوربے کو کم نہ کیا (بلکہ وہ شوربے کے بڑھنے کا ذریعہ بن گئی، کیونکہ آپ ﷺ نے چولہے سے اتارنے کو منع فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ شوربے کے بڑھنے میں آگ کا دخل ہے۔

(۱) بخاری مسلم عن جابرؓ

# ہوا کے عالم میں آپ ﷺ کے معجزے

اس میں دو معجزے ذکر کیے جاتے ہیں۔

## پہلا معجزہ

غزوۂ خندق میں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر ہوا بھیجی۔ جس کی وجہ سے خوب سردی ہوگئی۔ ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا، خوب غبار ان کے منہ پر ڈالا۔ ان کی آگ بجھا دی۔ ان کی ہانڈیاں الٹ دیں، خیموں کی کیلیں اکھاڑ دیں، جس کی وجہ سے ان کے خیمے گر پڑے، ان کے گھوڑے کھل کر آپس میں لڑنے لگے، لشکر میں غل مچا دیا۔

## دوسرا معجزہ

اسی غزوہ میں آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کافروں کی خبر لانے کے لئے بھیجا، اور ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو سردی کی شدت سے محفوظ فرمائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے مجھے جانے آنے میں ذرا بھی سردی محسوس نہ ہوئی، بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ (۱)

**فائدہ:** ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نہ کرنا ہوا کے معمول کے خلاف ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

☆☆☆

---

(۱) بعضہ من تواریخ حبیب الہ

# فضا کے عالم میں حضور ﷺ کے معجزے

اس میں دو معجزے ذکر کیے جاتے ہیں۔

## پہلا معجزہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک بار قحط ہوا۔ آپ ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ ﷺ بارش کی دعا کیجیے: آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا۔ خدا کی قسم آپ ﷺ نے دعا کر کے ہاتھ پھیرے بھی نہ تھے کہ پہاڑوں کے چاروں طرف سے بادل گھر آئے۔ آپ ﷺ منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ ریش مبارک سے بارش کے قطرے گرنے لگے۔ اس دن سے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔

دوسرے جمعہ کو اسی دیہات کے رہنے والے صحابی نے یا کسی اور شخص نے عرض کیا: مکانات گر گئے مال ڈوب گیا۔ آپ دعا فرمایئے کہ بارش بند ہو جائے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے آس پاس برابر ہے ہمارے اوپر نہ برسے۔

آپ ﷺ نے بادل کی طرف اشارہ فرمایا: بادل وہیں سے کھل گیا پھر مدینہ پر تو پانی کا برسنا بالکل بند ہو گیا۔ اور مدینہ کے آس پاس برستا رہا۔ مدینہ کے آس پاس سے جو لوگ آتے وہ بارش کے زیادہ ہونے کو بیان کرتے تھے۔

**فائدہ:** آپ ﷺ کی دعا سے بادل کا فوراً کھل جانا اور اشارہ سے بادل کا ہٹ جانا ان دونوں میں بادل کے عالم میں معجزے کا ظاہر ہونا ہے۔(۱)

## دوسرا معجزہ

منقول ہے کہ کسی کو آپ ﷺ نے ایک شخص کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا۔ اس نے آپ ﷺ اور اللہ تعالیٰ شانہ کی شان میں گستاخی کی اور کہا: رسول اللہ کون ہوتے ہیں۔ اللہ کیسا ہوتا ہے، سونے کا یا چاندی کا یا تابنے کا؟ ایک دم اس پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اڑادی۔(۲)

**فائدہ:** اس واقعہ میں بجلی کا معجزہ ہے جو ہوا کے عالم میں سے ہے۔

## جمادات اور نباتات کے عالم میں آپ ﷺ کا معجزہ

اس میں تین معجزے ذکر کئے ہیں۔

## پہلا معجزہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا، آپ ﷺ مکہ کے باہر کسی طرف نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ راستے میں جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ.

**فائدہ:** پہاڑ جمادات میں سے ہیں اور درخت نباتات میں سے تو دونوں عالم میں معجزہ ظاہر ہوا۔

---

(۱) بخاری، مسلم عن انس

(۲) نسائی بزار

## دوسرا معجزہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت مسجد میں چھوہارے کے ستون پر ٹیک لگالیا کرتے تھے، جب منبر بنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کردیا۔اچانک وہ ستون اس زور سے چلا کر رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اوراس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹالیا،تو وہ ستون اس طرح ہچکیاں لینے لگا جس طرح وہ لڑکا ہچکیاں لیتا ہے جس کو روتے ہوئے چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ خاموش ہوگیا۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ (اس کی یہ وجہ بیان) فرماتے ہیں: یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔

**فائدہ:** اس ستون کی دو حالتیں ہیں اپنی اصلی حالت کے لحاظ سے کیونکہ درخت ہے،اس لئے نباتات میں سے ہے،اور موجودہ حالت کہ تنے کو کاٹ کر ستون بنادیا،جمادات میں سے ہے اس طرح ستون میں دونوں عالم نباتات اور جمادات کا معجزہ ظاہر ہوا ہے۔

اس رونے کی وجہ جس طرح ذکر نہ سننا ہے،اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی بھی ایک وجہ ہے،ورنہ صرف سینہ سے لگالینے کی وجہ سے خاموش نہ ہوتا اس طرح یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا معجزہ ہے۔

## تیسرا معجزہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

(۱) بخاری عن علی رضی اللہ عنہ

میں تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھوہاروں کے لئے برکت کی دعا کیجئے، آپ ﷺ نے ان چھوہاروں کو اکٹھا کر کے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے فرمایا: انہیں اپنے توشہ دان میں ڈال لو۔ جب تمہارا جی چاہے اس میں ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اسے جھاڑنا مت۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان چھوہاروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے اللہ کی راہ میں خرچ کئے، اس میں سے ہمیشہ ہم کھاتے اور کھلاتے رہے وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن (جو تقریباً تیس سال کا زمانہ ہوتا ہے) میری کمر میں سے کٹ کر کہیں گر پڑا۔(۱)

فائدہ: یہ معجزہ بھی دونوں عالم نباتات و جمادات میں سے ہے۔

## عالم حیوانات میں رسول اللہ ﷺ کا معجزہ

اس میں تین معجزے ذکر کئے جاتے ہیں۔

### پہلا معجزہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک بڑا شریر اونٹ تھا، جو باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔

آپ ﷺ نے اسے بلایا، وہ آیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

(۱) ترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

سجدہ کیا، آپ ﷺ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا: نافرمان جن اور انسان کے علاوہ جتنی چیزیں آسمان وزمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔(۱)

## دوسرا معجزہ

حضرت سفینہ ﷺ فرماتے ہیں میں دریائے شور میں تھا (کہ میرا) جہاز ٹوٹ گیا۔ میں ایک تختے پر بیٹھ گیا اور بہتے بہتے میں ایک جنگل میں پہنچا وہاں مجھے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا میں نے کہا:

میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ وہ شیر میری طرف آیا اور اپنا کندھا میرے بدن کو مارا، اور میرے ساتھ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ مجھے راستے پر لے آیا، اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک کچھ آواز کرتا رہا، اور اپنی دم سے میرا ہاتھ چھوا، میں سمجھا کہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

**فائدہ:** پہلا قصہ آپ ﷺ کی حیات کا ہے، اور دوسرا وفات کے بعد کا ہے۔

## تیسرا معجزہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں دودھ کا ایک پیالہ تھا، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام اصحابِ صفہ کو بلاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھوکے تھے۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا: مجھی کو دے دیتے تو میں پیٹ بھر کر پی لیتا، میں ان سب کو بلا لایا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں دودھ پلاؤ، میں نے پلانا شروع کیا، یہاں

(۱) احمد، عن جابرؓ

تک کہ سب نے پیٹ بھر کر پیا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ: تم پیو میں نے پیا، آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے قسم کھا کر کہا: اب پیٹ میں جگہ نہیں رہی، پھر باقی آپ ﷺ نے پیا۔

**فائدہ:** یہ حیوان کے اجزاء میں معجزہ کا ظہور ہوا۔

☆☆☆

☆☆

☆

# ابیات من الروض

یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَالضُّرُّ لِمُعْتَرِفٍ  وَجَاحِدٍ فَهِیَ الْاَدْوَاءُ وَالْوَطَرُ

کَمْ اَبْرَئَتْ اَلَمًا کَمْ اَذْهَبَتْ لَمَمًا  کَمْ اَظْهَرَتْ لِمَمًا یَنْمُوْلَهَا شَعُرٌ

وَکَمْ شَفَتْ سَقَمًا کَمْ اَظْهَرَتْ مَدَدًا  کَمْ فَرَّجَتْ کَمَدًا عَمَّنْ بِهِ عَوَرُ

وَ دَرَتِ الشَّاةُ مِنْهَا وَالْحَصَا نَطَقَتْ  فِیْهَا وَ اَوْرَقَتِ الْاَغْصَانُ وَالشَّجَرُ

وَالْقَوْمُ مِنْ رَمِیْهَا یَوْمَ اللِّقَاءِ عَمُوْا  وَمِنْ اَصَابِعِهَا الْاَمْوَاهُ تَنْفَجِرُ

وَالْمَاءُ مِنْ رِیْقِهِ زَادَتْ حَلَاوَتُهُ  وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهِ اَضْحٰی لَهُ تَمَرُ

وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلَیْهِ حِیْنَ فَارَقَهُ  حَتّٰی عَلَامِنْهُ مَابَیْنَ الْمَلَا خَوَرُ

وَالذِّئْبُ وَالضَّبُّ کُلٌّ مِنْهُمَا شَهِدَا  شَهَادَةَ الْحَقِّ یَرْوِیْهَا لَکَ الْخَبَرُ

وَرَاحَ یَشْکُوْ اِلَیْهِ جَوْرَ صَاحِبِهِ  اَلْبَعِیْرُ وَالدَّمْعُ مِنْ عَیْنَیْهِ مُنْحَدِرُ

وَاَطْعَمَ الْجَیْشَ مِنْ صَاعٍ فَاَشْبَعَهُ  وَمِنْهُ اَرْوَاهُ لَمَّا مَسَّهُ الْعَسَرُ

فَلَا تَرُمْ حَصْرَ آیَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ  اِلَّا اِذَا کَانَ یُحْصٰی الرَّمَلُ وَالْمَدَرُ

کَفٰی بِمُعْجِزَةِ الْقُرْآنِ مُعْجِزَةً  طُوْلَ الزَّمَانِ غَدًا یُتْلٰی وَیُسْتَطَرُ

فِیْهِ تَجْمَعَتِ الْاَشْیَاءُ فَلَا صُحُفٌ  اِلَّا وَحَازَ مَعَانِیْهَا وَلَا زُبُرُ

فَهُوَ الشِّفَاءُ الَّذِیْ تُحْیَی النُّفُوْسُ بِهِ  قَدْ فَازَ مُتَّعِظٌ مِنْهُ وَ مُدَّکِرُ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ترجمہ: آپ ﷺ کا ہاتھ ایسا ہے کہ اس میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی ہے، آپ ﷺ کو ماننے والے کے لئے (نفع ہے) اور نہ ماننے والے کے لئے (نقصان ہے) بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت روائی کا بھی سبب ہے۔ اس ہاتھ نے بہت سے دردوں کو اچھا کیا، اور بہت سے آسیب کو دور کیا، بہت سے سر کے بالوں کو ظاہر کیا کہ اس کے سبب بغیر بالوں والے سر میں بال جم آئے، اور بہت سے بیماروں کو شفادی، اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا، جن لوگوں کو رنج وغیرہ تھا ان کے رنج کو دور کیا، اس سے بکری نے دودھ دیا۔

اس میں پتھر بولے اور شاخوں اور درخت پر اس ہاتھ کی برکت سے پتے آ گئے۔

کافر قوم اس ہاتھ کی مٹی پھینک دینے سے اندھی ہوگئی، اس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوتا تھا، پانی کی مٹھاس آپ ﷺ کے لعابِ (تھوک) مبارک کی وجہ سے بڑھ گئی تھی، کھجور کا درخت اسی سال سے پھل دینے لگا، درخت کا تنا آپ ﷺ کی جدائی سے رونے لگا، یہاں تک کہ مجمع میں اس کے رونے کی آواز بلند ہوگئی، بھیڑیئے اور گوہ نے (آپ ﷺ کے پیغمبر ہونے کی) سچی شہادت دی، اس کو حدیث روایت کرتی ہے، اونٹ نے آپ ﷺ سے اس حال میں اپنے مالک کے ظلم کی شکایت کی کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ایک بڑے لشکر کو ایک صاع (تین سیر) سے کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا تھا اور آسودہ کر دیا تھا جب کہ وہ لشکر تنگی کی حالت میں تھا۔

اے مخاطب ! آپ ﷺ کے جو معجزات ظاہر ہوئے ہیں، ان کو اسی وقت گننے کا ارادہ کرو جس وقت ریت کے ذروں اور کنکروں کو گنا جائے (اور یہ ناممکن ہے اس لئے آپ ﷺ کے معجزات کو گننا بھی ناممکن ہے، اس لئے گننے کا ارادہ ہی نہ کر)

اس (قرآن) میں بہت سے مضامین جمع ہیں، تو نہ کوئی صحیفے اور نہ کوئی کتابیں ایسی ہیں کہ قرآن کے مضامین پر مشتمل نہ ہو۔ قرآن وہ شفاء ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں، اس کے وعظ اور اس کی نصیحت کا قبول کرنے والا کامیاب وکامران ہوتا ہے۔ بس اسی پر میں اپنی اس کتاب کو ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ امت کے حق میں اس کو نافع بنائے اور ناچیز کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

والحمدللہ اولا وآخرا والصلوٰۃ علی رسولہ باطنا وظاهرا وعلی اٰلہ وصحبہ الذین کل منهم کان طیبا وطاهرا، مادام الغیث متقاطرا والسحاب متماترا، وکان هذا فی ۱۴۳۱ من الهجرة المبارکة.

## طالب دعا

حفظ الرحمٰن ابن عباس پالنپوری
خادم تفسیر وحدیث ومکاتب قرآنیہ بمبئی

# مؤلف کی دیگر مفید کتابیں

(۱) اسلاف کی طالب علمانہ زندگی
(۲) محبت رسول نقل وعقل کی روشنی میں
(۳) آسان حج (اردو، ہندی، گجراتی، انگلش)
(۴) خطبات دعوت جلد اول بیانات مولانا احمد لاٹ صاحب
(۵) خطباتِ سلف (جلد اول، دوم، سوم،) (علماء کرام سے خطاب
(۶) خطباتِ سلف (جلد چہارم، پنجم) (طلباء کرام سے خطاب)
(۷) رسول اکرم ﷺ کی اخلاقی زندگی
(۸) نفحۃ الدعوۃ والتبلیغ (عربی)
(۹) معراج کا سفر
(۱۰) شب برأت کا پیغام امت مسلمہ کے نام
(۱۱) رمضان المبارک تربیت کا مہینہ
(۱۲) شب قدر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
(۱۳) اعتکاف کی حقیقت
(۱۴) عید الفطر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
(۱۵) عید الاضحیٰ کا پیغام امت مسلمہ کے نام
(۱۶) حج کا پیغام امت مسلمہ کے نام
(۱۷) حجۃ الوداع (اردو، عربی)
(۱۸) مسجد اللہ کا گھر ہے
(۱۹) الفیض الحجازی شرح المنتخب الحسامی

☆ ☆ ☆

# موئف کی دیگر مفید کتابیں

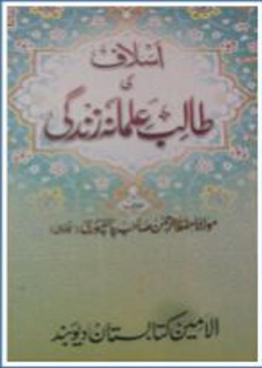

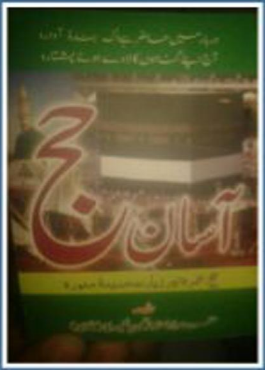


**IDARA TUS SIDDEEQ**
DABHAL-DIST. NAVSARI GUJRAT (INDIA)
Ph: 09913319190, 09925778888, 09427372703